التحذير من فتنة الرافضة

رافضیت پر قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے فتاویٰ
کی روشنی میں ایک مختصر رسالہ

الامام الشهيد ابو مصعب الزرقاوی رحمه الله

کی شہرہ آفاق کتاب.... **هل أتاك حديث الرافضة** ......سے ماخوذ

ابو حسن الشامی حفظہ اللہ

اسلامی لائبریری

للامام الشہید ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ

کی شہرہ آفاق کتاب..........ھل أتاك حديث الرافضة؟.........سے ماخوذ

التحذیر من فتنۃ الرافضۃ

رافضیت پر قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے فتاویٰ کی

روشنی میں ایک مختصر رسالہ

ترتیب وتلخیص:

ابو حسن الشامی حفظہ اللہ

اسلامی لائبریری

فہرست مضامین

1 ابتدائیہ..........3
2 (باب اول): روافض کون..........6
3 رافضیت احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں..........9
4 روافض کی سب بڑی پہچان..........10
5 روافض پر اللہ کی لعنت کیوں..........13
6 روافض کے بارے میں حکم شرعی ان کے کفر کے بیان میں..........15
7 روافض کے بارے حکم شرعی ان سے قتال کے بارے میں..........22
8 (باب دوم): هل أتاك حديث الرافضة؟..........30
9 تاریخ روافض..........30
10 رافضیت کا اصل مقصد اسلام کی عمارت کو گرانا..........30
11 رافضیت دراصل سبائیت کی پیداوار ہے..........31
12 رافضہ کے بارے میں سلف کے اقوال..........32
13 اہل سنت والجماعت کی مخالفت..........34
14 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض وعناد..........35
15 ابولولوء فروز رافضیوں کا ہیرو..........38
16 اہل بیت کی محبت کا دم بھرنے والے روافض ہی حضرت حسین کے قاتل ہیں..........40
17 تاریخ بغداد کا المناک باب..........43
18 عصر حاضر کی حکومتیں اور روافض..........46
19 لبنانی حزب اللہ کا بھیانک کردار..........48
20 عراق پر چڑھائی اور امارت اسلامیہ افغانستان کا انہدام میں روافضہ کا کردار..........49

21 رافضیوں کے اخلاقی جرائم 51
22 متعہ کا نکاح 51
23 (۲)شرمگاہوں کا عاریۃً دینا 53
24 (۳)عورتوں سے دبر کے رستے مجامعت کرنا 54
25 رافضہ کے نزدیک مسلمانوں کا مال وجان مباح ہے 56
26 اہل السنۃ کی مقتل گاہ "عراق" 58
27 اہل السنۃ اور رافضیوں کی قربت کے تباہ کن اثرات 59
28 اے اہل السنۃ اور رافضیت کے درمیان تقرب کی راہیں نکالنے والو! 61
29 (آخر کلام) 65

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

اسلام اور عالم اسلام کو جب کبھی کسی فتنے اور سازشوں کا سامنا کرنا پڑا یا پھر وہ کسی عظیم مصیبت اور کرب میں مبتلا ہوئے تو اس کے پیچھے ہمیشہ جس............فِرْقَةُ الْغَدْرِ وَالْخِيَانَة............خائن وغدار رافضی قوم کا درپردہ کردار رہا، ان کو ہم عرف عام میں "شیعہ" کہتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کے کفریہ اور شرکیہ عقائد کو "سبائیت" کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ زیر نظر تحریر دو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب میں رافضیت کی حقیقت، اس کی پہچان، اس کے بارے میں حکم شرعی بلحاظ کفر اور قتال قرآن وسنت اور سلف صالحین کے فتاوی کی روشنی میں ہے اور دوسرا باب بلاد اسلامی عراق میں مجاہدین کے سپہ سالار امام الشہداء شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "هل اتاك حديث الرافضة" سے ماخوذ ہے، جس میں انہوں نے بڑے ہی مدلل اور پرسوز انداز میں مسلمانوں کے سامنے روافض کا اصل چہرہ بے نقاب کیا ہے، کہ کس طرح قرون اولیٰ سے لے کر آج تک یہ گروہ، مسلمانوں اور اسلام کی جڑیں کاٹنے میں پیش پیش رہا، اور جس کی سب سے کربناک مثال عصر حاضر میں عراق کی ہے، جہاں انہوں نے امریکہ اور دجالی لشکر بلیک واٹر کے ساتھ مل کر اہل السنۃ کے ساتھ وہی بھیانک سلوک کیا جو اس سے پہلے ان کے آباؤاجداد نے ہلاکو خان کے ساتھ مل کر بغداد میں کیا تھا۔ اہل السنۃ کی عزتوں کو تار تار کیا گیا، ان کے مال ومتاع کو برباد کیا گیا اور ان کی جانوں سے خون کی ہولی کھیلی گئی اور اب امریکہ اور اس کے زر خرید غلام یہی کردار اور مناظر پاکستان میں اہل السنۃ کے ساتھ دوہرانے کی بڑے پیمانے پر تیاری کر چکے ہیں اور امریکی دفاعی ادارہ پنٹاگون کافی عرصے پہلے یہ بات صراحت سے کہہ چکا ہے کہ وہ عراق سے اپنے مشن کے تکمیل کے بعد اپنے اِسی لاؤلشکر کے ساتھ پاکستان منتقل ہو رہا ہے اور اب صورتحال یہ ہے کہ وہ پاکستانی شہروں میں بلیک واٹر کی صورت میں دندناتے پھر رہے ہیں اور اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے یعنی پاکستان میں اہل السنۃ کی کمر توڑنے اور ان

کو جہاد کے لئے اپنے مال و جان سے مدد کرنے، جو دراصل ان کے مسیح دجال کے خروج میں رکاوٹ بن رہا ہے، کی عبرتناک سزا دینے کے لئے وہ جس گروہ کے کندھوں کا سہارا لے رہے ہیں وہ یہی ''روافض''ہیں اور اہل السنۃ میں سے وہ جنہوں نے اپنے دین و ایمان کو دنیا کے تھوڑے سے نفع کے خاطر برباد کرنے اور کفر وارتداد کی صفوں میں کھڑا ہونا پسند کر لیا ہے۔

اے مسلمانانِ پاکستان! یہ وقت جاگنے اور خبردار ہونے کا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ رافضی گروہ آپ کی غفلت اور عیش کوشی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے ساتھ وہ ہی معاملہ کرے جو وہ عراق اور افغانستان میں کر چکے ہیں اور یہ بات بھی وہ لوگ جان لیں جو کہ اس فریب میں مبتلا ہیں کہ اہل السنۃ اور روافض کے درمیان اتحاد و یگانگت بھی ممکن ہے، حالانکہ یہ تو وہ گروہ ہے جس کے روحانی ہیرو ابو لولوء فیروز مجوسی نے حضرت عمر بن فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، اور ان ہی کے سرخیل عبد اللہ بن سبا ملعون کے درپردہ کھڑے کئے گئے فتنے کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے شہید کیا گیا، اور اسی عبد اللہ بن سبا ملعون کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان نزاعات نے شدت اختیار کی جو کہ مسلمانوں کے ناحق خون بہنے کا سبب بنی، یہی وہ سبائی ٹولہ تھا جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر آیا، یہی کوفہ کے رافضی تھے جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ غداری کی اور یہی رافضی ٹولہ تھا کہ جنہوں نے ہلاکو خان کے ساتھ ملک بغداد میں خلافت کی اینٹ سے اینٹ بجائی، یہ ہی وہ رافضی گروہ تھا کہ جس نے سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر امارت اسلامیہ افغانستان کو گرانے میں امریکہ کی مدد کی، یہ ہی وہ سبائی ٹولہ تھا جس نے عراق میں پھر ہلاکو خان کی یاد کو تازہ کر دیا اور اب یہی وہ رافضی ٹولہ ہے جس کا غلبہ اب پاکستان کے اعلیٰ ترین حکومتی، سرکاری، عدالتی اور عسکری عہدوں پر ہو چکا ہے جس کے ذریعے وہ اب عراق کی تاریخ پاکستان میں دہرانے کا آغاز کرنے والے ہیں اور بالآخر یہی وہ رافضی گروہ ہے، جو کہ ان گروہوں میں شامل ہو گا جو کہ دجال کے خطہ اول کے سپاہی ہوں گے اور بالآخر جہنم کا ایندھن بننا ان کا مقدر ٹھہرے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں گی..........اور تم اپنے پہلے والوں کے طریقوں پر ہو بہو اور قدم بہ قدم چلو گے، نہ تم ان کے راستے سے ہٹو گے اور نہ وہ ہٹیں گے۔ یہاں تک کہ فرقوں میں سے دو فرقے رہ جائیں گے۔ ان میں سے ایک فرقہ کہے گا کہ پانچ (۵) نمازیں کہاں سے آگئی ؟ بلاشبہ ہم سے پہلے والے گمراہ ہوئے ۔اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے ”اقم الصلوٰۃ طرفین النہار و زلفاً من اللیل“ (تم نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات میں سے) لہٰذا تم صرف تین (۳) نمازیں پڑھا کرو اور دوسرا فرقہ یہ کہے گا کہ مومنین کا اللہ پر ایمان فرشتوں کے ایمان کی طرح ہے، نہ تو ہم کافر ہوتے ہیں اور نہ ہی منافق۔ اللہ پر لازم ہے کہ ان دونوں فرقوں کا حشر دجال کے ساتھ کرے“ [1]

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری روایت میں ان دونوں گروہوں کے بارے میں یہ الفاظ ملتے ہیں:

”میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جہنمی گروہوں کو اچھی طرح جانتا ہوں (اور پھر آپ نے مذکورہ بالا دونوں گروہوں کا ذکر فرمایا)“۔ [2]

تین نمازوں کا قائل اور پانچ نمازوں کے پڑھنے والوں کو گمراہ سمجھنے والا گروہ روافض کا ہی ہے۔ عقل رکھنے والوں کے لئے ان حقائق میں کھلی عبرت موجود ہے اور..........التحذیر من فتنۃ الرافضۃ..........انتباہ ہے فتنہ روافض سے..........!!

---

[1] مستدرک الصحیحین للحاکم ،ج: ۴، ص: ۵۷۴، صحیح الاسناد۔

[2] مستدرک الصحیحین للحاکم : ۸۲۹۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ : ۳۱۰۵۴۔

(باب اول)

’’التحذیرمن فتنۃالرافضۃ‘‘

روافض کون؟

شیعوں کا اصل نام ’’الرافضہ‘‘ ہے اور آج تک سلف وصالحین نے ان کے لئے عموماً یہی اصطلاح استعمال کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ فقہاء اور سلف نے ’’الرافضہ‘‘ کی اصطلاح کیوں استعمال کی؟ لہٰذا اس لیے اس نام کو صرف لغوی اور تاریخی اعتبار سے ہی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ ان کے احکام اور معنیٰ کو سمجھنا بہت ضروری ہے جس بناپر انہیں یہ نام دیا گیا۔

((أخبرنا عبد الله بن احمد قال قلت لأبي من الرافضة قال الذی یشتم ویسب أبابكر وعمر رضی اللہ عنہ))[1]

’’ہم کو خبر دی ابوعبد اللہ احمد بن حنبل نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ ’’رافضی‘‘کون ہیں، فرمایاوہ شخص جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہے اور ان کو گالیاں دے‘‘۔

((المعروف ان الرافضة قبحهم الله یسبون الصحابة رضی الله عنهم ویلعنوهم وربّماكفّروهم أو كفروا بعضهم والغالبية منهم مع سبهم لكثیر من الصحابة والخلفاء یغلون فی علی رضی اللہ عنہ واولاده ویعتقدون فیهم الالهیة))[2]

[1] السنة للخلال،ج:۳،ص:۴۹۲ واسناده صحیح۔السنة لعبد الله بن احمد،ج:۲ص:۵۴۸۔

[2] شرح العقیدة الواسطیة،ج:۱،ص:۲۵۳۔

"معروف بات یہ ہے کہ روافض کو اللہ ہلاک کرے کیونکہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں یا ان میں سے بعض کو کافر کہتے ہیں اور ان کی غالب اکثریت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور خلفاء راشدین کو گالیاں دینے کے ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے بارے میں غلو کرتی ہے اوران کے بارے میں خدا ہونے کا اعتقاد رکھتی ہے"۔

((وامالفظ ''الرافضة'' فهذا اللفظ اوّل ماظهر فی الاسلام لما خرج زید بن علی بن الحسین فی اوائل المائة الثانیة فی خلافة هشام بن عبد الملك واتبعه الشیعة،فسئل عن ابی بکر وعمر فتولاهما وترحم علیهما فرفضه قوم ،فقال: ''رَفَضْتُمُوْنِیْ رَفَضْتُمُوْنِیْ'' فسموالرافضة))[1]

"رہالفظ "رافضہ" تو یہ سب سے پہلے اسلام میں اس وقت ظاہر ہوا جب حضرت زید بن علی بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری صدی ہجری کے اوائل میں ہشام بن عبد الملک کی خلافت میں جہاد کے لئے نکلے اور شیعوں نے اُن کی پیروی کی۔جب شیعوں نے ان سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ان دونوں حضرات سے محبت کا اظہار کیا اور ان پر رحمت بھیجی تو اس (رافضی) قوم نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تو انہوں نے کہا: "رَفَضْتُمُوْنِیْ رَفَضْتُمُوْنِیْ" "تم نے مجھے چھوڑ دیا، تم نے مجھے چھوڑ دیا" اس کے بعد ان کو روافض کہا جانے لگا"۔

((وقدذکراهل العلم ان مبداالرفض انما کان من الزندیق عبد الله بن سبا،فانه اظهرالاسلام وابطن الیهودیة وطلب ان یفسدالاسلام کمافعل

[1] مجموعة فتاوی ابن تیمیة رحمۃ اللہ علیہ،ج:۳،ص:۱۴۶۔

بولص النصرانی الذی کان یھودیا فی افساددین النصاری۔ وأیضافغالب أئمتھم زنادقۃ،انمایظھرون الرفض۔ لانہ طریق الی ھدم الاسلام''[1]

''اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ رافضیوں کا سرغنہ ایک زندیق عبد اللہ بن سبا تھا۔ وہ ظاہراً مسلمان اوراصلاً میں یہودی تھا۔ اس نے اسلام میں فساد داخل کرنے کے لیے بھیس بدلا جیسے کہ پولس نصرانی اصلاً یہودی نے عیسائیت میں فساد داخل کرنے کے لیے عیسائیت اختیار کی۔ اسی طرح ان کے ائمہ کی اکثریت ''زندیق'' ہے وہ ''رفض'' کا اظہار اس لیے کرتے ہیں کیونکہ یہ اسلام کی عمارت کوڈھانے کاراستہ ہے''۔

((ثم ظھر فی زمن علی رضی اللہ عنہ التکلم باالرفض لکن لم یجتمعواویصیرلھم قوۃ الابعد مقتل الحسین رضی اللہ عنہ بل لم یظھر اسم الرفض الاحین خروج زید بن علی بن الحسین رحمہ اللہ بعد المائۃالاولیٰ لما أظھر الترحم علی ابی بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ رفضتہ الرفضۃ فسموا''رافضۃ''))[2]

''جنابِ علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں روافض ظاہر ہوئے لیکن انہیں قوت وشوکت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ملی بلکہ رافضیت کا نام بھی اس وقت ظاہر ہوا جب زید بن علی بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری صدی بعد خروج کیااور جنابِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لئے انہوں نے دعائے خیر کی،(پس انہوں نے ان کی خلافت کا انکار کیا)توانہیں رافضی کہا گیا''۔

امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[1] مجموعۃ فتاوی ابن تیمیۃ رحمۃ اللہ علیہ،ج:٦،ص:٤٢١۔

[2] مجموعۃ فتاوی ابن تیمیۃ رحمہ اللہ،ج:٦،ص:٤٢٢۔

"جس نے یہ کہا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما امام نہیں ہیں، تو وہ "رافضی" ہے"۔[1]

امام الخرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"یہ لقب ہر اس شخص کے لیے استعمال کیا گیا ہے جس نے دین میں غلو کیا اور صحابہ کی شان میں طعن کو جائز قرار دیا"۔[2]

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ولهذا كان الرفض اعظم ابواب النفاق والزندقة''[3]

"اور اسی لئے رافضیت نفاق اور زندیقیت کا سب سے بڑا دروازہ ہے"۔

رافضیت احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں

((قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم يظهر فی آخر الزمان قوم يسمون الرافضة يرفضون الاسلام))[4]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جن کو روافض کہا جائے گا وہ اسلام کو جھٹلائیں گے"۔

---

[1] السير للذهبی فی ترجمة۔

[2] شرح مختصر خلیل۔

[3] الفتاوی الکبری لابن تیمیة رحمه الله، ج:٧، ص:٤۔

[4] مسند احمد، ج:١ ص:١٠٣، رقم الحديث:٨٠٨۔

((عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قوم فی آخر الزمان یسمون الرافضة یرفضون الاسلام))[1]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جن کو رافضہ کہا جائے گا وہ اسلام کو جھٹلائیں گے"۔

((وعن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یظهر فی آخر الزمان قوم یسمون الرافضة یرفضون الاسلام))[2]

"حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جن کو "رافضہ" کہا جائے گا وہ اسلام کو جھٹلائیں گے"۔

روافض کی سب بڑی پہچان

((عن ام سلمة رضی اللہ عنها قالت كانت ليلتی وكان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندی فأتته فاطمة فسبقها علی فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاعلی! انت واصحابك فی الجنة الاانه ممن یزعم انه یحبك اقوام یرفضون الاسلام ثم یلفظونه یقرأون القرآن لایجاوز تراقیهم لهم نبز یقال لهم الرافضة فان ادركتهم فجاهدهم فانهم مشركون قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ماالعلامة فیهم قال لایشهدون

[1] مسند البزار ا۔۳،ج:۲،ص:۱۳۹۔

[2] رواه عبد اللہ والبزار وفیه كبیر بن اسماعیل السوا وهوضعیف بحوالة مجمع الزوائد،ج:۱۰،ص:۲۲۔السنة لابن ابی عاصم،ج:۲،ص:۴۷۴۔السنن الواردة الفتن،ج:۳،ص۶۱۴، رقم الحدیث۲۷۸۔

جمعة ولاجماعة ويطعنون على السلف الاول(وفي رواية الرياض النضرة) ويشتمون أبابكر وعمر))[1]

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری رات کی باری تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے، پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور ان کے آنے سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! تم اور تمہارے ساتھی جنت میں ہوں گے۔ سن لو! ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو یہ زعم ہو گا کہ وہ تجھ سے محبت کرتے ہیں، حالانکہ وہ اسلام کو جھٹلائیں گے اور اس سے نکل جائیں گے، وہ قرآن پڑھتے ہوں گے۔ پس تم ان سے جہاد کرنا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا وہ نہ جمعہ میں حاضر ہوں گے اور نہ جماعت میں اور پچھلے لوگوں پر طعن کریں (اور ریاض النضرۃ کی روایت میں ہے) اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں گے"۔

((قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاعلی! أنت وشيعتك فی الجنة وان قومالهم نبز يقال له الرفضة ان ادركتهم فاقتلهم فانهم مشركون، قال علی رضی الله عنه ينتحلون حبنا اهل البيت وليسوا كذلك وآية ذلك انهم يشتمون أبابكر وعمر رضی الله عنهما))[2]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، اے علی! تم اور تمہاری اولاد جنت میں ہو گی اور بے شک ایک قوم ہو گی، اس کے لئے ہلاکت ہے، اُن کو روافض کہا جائے گا۔ اگر تم ان کو پالو تو ان کو

[1] مجمع الزوائد، ج:۱۰، ص:۲۱۔ المعجم الاوسط، ج:۶، ص:۳۵۵، رقم الحدیث:۶۶۰۵۔ السنۃ لابن ابی عاصم، ج:۲، ص:۴۷۵۔ الریاض النضرۃ، ج:۱، ص:۳۶۳۔

[2] السنۃ لعبد اللہ بن احمد، ج:۲، ص:۵۴۸، رقم الحدیث:۱۲۷۲ واسنادہ ضعیف۔

قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے وہ ہمارے اہل بیت سے محبت کا اظہار کریں گے حالانکہ وہ ایسے نہیں ہوں گے، ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں گے"۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((ومنهم من يرى ان فرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی جامع به عائشة رضی الله عنها وحفصة رضی الله عنها لابد ان تمسه النار ليطهر بذلك من وطئ الكوافر))[1]

"اور ان (روافض) میں سے بعض ایسا کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کو آگ چھوئے گی (العیاذ باللہ) کیونکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ شب باشی فرمائی اور یہ زعم رکھتے ہیں کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں (یعنی امہات المومنین عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما) کے ساتھ کی گئی شب باشی کی ناپاکی سے پاک کیا جائے گا (نعوذ باللہ)"۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

وهولاء الرافضة ان لم يكونوا شرا من الخوارج المنصوصين فليسوا دونهم،فان اولئك انما كفروا عثمان رضی اللہ عنہ وعليا رضی اللہ عنہ واتباع عثمان وعلى فقط،دون من قعدعن القتال أومات قبل ذلك،والرافضة كفرت أبابكر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ وعامة المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه وكفروا جماهير أمة محمد صلی اللہ علیہ وسلم من المتقدمين والمتأخرين۔فيكفرون كل من اعتقد فى ابی بكر

[1] مجموعة فتاوى ابن تيمية رحمه الله،ج:٦،ص:٤٢١۔

وعمر والمهاجرين ولانصار العدالة أوترضى عنهم كما رضى الله عنهم أو يستغفر لهم كما امر الله بالاستغفار لهم ولهذا يكفرون))[1]

"پس یہ رافضی اگرچہ منصوص علیہم خوارج سے بدتر نہیں تو ان سے کچھ کم بھی نہیں۔ کیونکہ پہلے گروہ (یعنی خوارج) نے تو صرف عثمان و علی رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کو کافر قرار دیا تھا سوائے اس کے جو قتال سے بیٹھا رہا یا اس سے پہلے فوت ہو گیا. لیکن ان رافضیوں نے ابو بکر و عمر و عثمان اور عامۃ المہاجرین والانصار رضی اللہ عنہم اور جن لوگوں نے احسان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور جمہور امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، متقدمین و متاخرین سب کو کافر قرار دے دیا۔ پس جو کوئی ابو بکر و عمر اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے بارے میں عدالت کا اعتقاد رکھتا ہے یا وہ ان سے ایسے راضی ہوتا ہے جیسے کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا یا وہ ان کے لیے استغفار کرتا ہے جیسے کہ اللہ نے انہیں استغفار کرنے کا حکم دیا ہے تو یہ (رافضی) اسے کافر قرار دیتے ہیں"۔

روافض پر اللہ کی لعنت کیوں

((عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لاتسبوا أصحابي لعن الله من سب اصحابي))[2]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو، اللہ نے لعنت کی ہے اس شخص پر جس نے میرے صحابہ کو برا بھلا کہا"۔

---

[1] مجموعة فتاوى ابن تيمية رحمه الله، ج:٦، ص:٤٢١۔

[2] رواه الطبرانى فى الاوسط ورجاله رجال على بن سهل وهوثقة بحوالة مجمع الزوائد، ج:١٠، ص:٢١۔

((وعن ابی سعید یعنی الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ من سب أحدا من اصحابي فعلیه لعنة اللہ)) [1]

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی گالی دی تو اس پر اللہ کی لعنت ہے"۔

((عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ ثم لاتسبوا أصحابي فوالذی نفسی بیده لو أن احدکم انفق مثل احد ذهبا مابلغ مد أحدهم ولا نصیفه)) [2]

"حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالیاں مت دو پس اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے مد یا ان کے نصف کو بھی نہیں پہنچ سکتا"۔

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من سب اصحابي لعنه اللہ والملائكة والناس اجمعون)) [3]

"حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دی اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت ہے"۔

---

[1] رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه ضعفاء وقد وثقوا بحوالة مجمع الزوائد،ج:۱۰،ص:۲۱۔

[2] صحیح البخاری،ج:۱۲،ص۵۔ صحیح مسلم،ج:۱۲،ص:۳۶۹۔ ابوداود،ج:۱۲ص:۲۶۴۔

[3] رواه الطبرانی وفیه عبد اللہ بن خراش وهوضعیف بحوالة مجمع الزوائد،ج:۱۰،ص:۲۱۔

((عن عویم ابن ساعدة ان رسول اللهﷺ قال ان الله تبارك وتعالیٰ اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعلیهم لعنة الله والملائكة والناس اجمعین ولا یقبل الله منه صرف ولا عدل))[1]

”عویم ابن ساعدہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے رفقاء اور ساتھی بھی منتخب فرمائے اور پھر ان رفقاء میں سے کچھ کو میرا وزیر، کچھ کو میرا مددگار اور کچھ کو میرا رشتہ دار بنایا پس جس شخص نے ان کو بُرا کہا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت اور اللہ تعالیٰ نہ تو اس کی توبہ قبول کرے گا اور نہ اس کا فدیہ یا یہ کہ نہ نفل اس کا مقبول ہو گا نہ فرض“۔

روافض کے بارے میں حکم شرعی ان کے کفر کے بیان میں

’’أخبرنا ابوبكر المروزی قال سألت أبا عبد الله عن من یشتم ابابكر وعمر وعائشة رضی الله عنهم قال ماأراه علی الاسلام قال وسمعت ابا عبدا لله یقول قال مالك رحمه الله الذی یشتم اصحاب النبیﷺ لیس لهم سهم أو قال نصیب فی الاسلام‘‘[2]

”ہم کو خبر دی حضرت ابو بکر المروزی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا حضرت عبد اللہ سے اس شخص کے متعلق جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بُرا کہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت ابو بکر

[1] المستدرك علی الصحیحین للحاكم،ج:۱۵،ص:۳۶۲،رقم:۶۷۳۲هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔

[2] السنة للخلال،ج:۳،ص:۴۹۳ واسناده صحیح۔

المروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضرت عبد اللہ سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو شخص بُرا کہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو توان کا کوئی حصہ نہیں یا فرمایا ان کا کوئی حصہ نہیں اسلام میں"۔

''عبدالملك بن عبد الحميد قال سمعت أبا عبد الله قال ...... من شتم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم............قد مرق عن الدين''[1]

"عبد الملک بن عبد الحمید فرماتے ہیں میں نے سنا ابو عبد اللہ سے وہ فرمارہے تھے کہ.........جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دی.......... تحقیق وہ دین سے نکل گیا"۔

((قال ثنا ابوطالب انه قال لأبي عبد الله، الرجل يشتم عثمان رضی اللہ عنہ فأخبرني أن رجلاتكلم فيه فقال هذه زندقة))[2]

"ابو طالب نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا ہے پھر مجھے بتایا ایک آدمی کے بارے میں، جو ان کے بارے میں نازیبا کلمات بولتا ہے تو فرمایا یہی زندیقیت ہے"۔

''علی بن عبد الصمد قال سألت احمد بن حنبل عن جار لنا رافضی يسلم علی أرد عليه قال لا''[3]

---

[1] السنة للخلال، ج:۳، ص:۴۹۳ واسنادہ صحیح۔

[2] السنة للخلال، ج:۳، ص:۴۹۳ واسنادہ صحیح۔

[3] السنة لخلال، ج:۳، ص:۴۹۳، اسنادہ صحیح۔

''علی بن عبد الصمد فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ہمارے پڑوس میں رافضی ہے جو مجھ کو سلام کرتا ہے تو کیا میں اس کو جواب دو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ، نہیں!''

''ان ابا عبد اللہ سئل عن جارلہ رافضی یسلم علیہ قال لا واذا سلم علیہ لا یرد علیہ''[1]

''ابو عبد اللہ سے پوچھا گیا کہ اس کے پڑوس میں رافضی ہے جو اس کو سلام کرتا ہے (تو کیا اس کو میں جواب دوں) فرمایا نہیں! جب وہ سلام کرے تو اس کو جواب نہ دو''۔

''الحسن بن علی الحسن انہ سأل عبد اللہ عن صاحب بدعة یسلم علیہ قا اذا کان جهمیا أو قدریا أو رافضیا داعیة فلا یصلی علیہ ولا یسلم علیہ''[2]

''حسن بن علی الحسن نے سوال کیا ابو عبد اللہ سے صاحب بدعت کے بارے میں کہ وہ ان کو سلام کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا جب جہمی یا قدریہ یا رافضی بلائے تو اس پر نہ نماز جنازہ پڑھو اور نہ اس پر سلام کرو''۔

''قال البخاری وقال وکیع الرافضة شر من القدریة''[3]

''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (ان کے استاد) امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روافض قدریہ سے بدتر ہیں''۔

---

[1] السنة لخلال، ج:۳، ص:۴۹۳، اسنادہ صحیح۔

[2] السنة لخلال، ج:۳، ص:۴۹۴، اسنادہ صحیح۔

[3] الفتاوی الکبری لابن تیمیة رحمہ اللہ، ج:۱۰، ص:۱۰۰۔

’’قال ابوبکر بن عیاش رحمه الله: لا اصلی علی رافضی‘‘[1]

’’امام ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں رافضی کی نماز جنازہ نہیں پڑھتا‘‘۔

’’قال الفریابی رحمه الله: من شتم ابابکر فهو کافر، لا یصلی علیه‘‘[2]

’’امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضرت ابو بکر کو گالی دی تو وہ کافر ہے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھو‘‘۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر بہت سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ جس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

((وسئل شیخ الاسلام تقی الدین عمن یزعمون انهم یؤمنون بالله عزوجل وملائکته وکتبه ورسله والیوم الاخر ویعتقدون ان الامام الحق بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم هو علی بن ابی طالب رضی الله عنه وان رسول الله صلی الله علیه وسلم نص علی امامته وان الصحابة ظلموه ومنعوه حقه وانهم کفروبذلك۔فهل یجب قتالهم؟ ویکفرون بهذا الاعتقاد أم لا؟))[3]

’’شیخ الاسلام تقی الدین سے سوال کیا گیا ان لوگوں سے متعلق جو یہ زعم رکھتے ہیں کہ وہ اللہ عزوجل، فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والوں میں سے ہیں. اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ امامِ حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں........اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت پر نص بیان فرمائی

[1] المغنی، ج:۵، ص:۶۲۔

[2] المغنی، ج:۵، ص:۶۲۔

[3] مجموعة فتاوی ابن تیمیة رحمه الله، ج:۶، ص:۴۲۱، باب تکفیر الواحد المعین۔

تھی........ اور یہ کہ صحابہ نے ان پر ظلم کیا اور ان کا حق ان سے چھینا.........اور وہ اس کے سبب کافر ہوگئے۔ تو کیا ایسے لوگوں کیخلاف قتال واجب ہے اور کیا وہ اس اعتقاد کے سبب کافر ہیں یا نہیں؟"

جواب میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل فتویٰ دیا جس کے چند اقتباسات درجِ ذیل ہیں:

((ومذهب الرافضة شر من مذهب الخوارج المارقين،فان الخوارج غايتهم تكفير عثمان رضي الله عنه وعلى رضي الله عنه وشيعتهما، والروافضة تكفير ابی بكر رضي الله عنه وعمر رضي الله عنه وعثمان رضي الله عنه وجمهور السابقين الا ولين، وتجحدمن سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم اعظم مما جحدبه الخوارج، وفيهم من الكذب والافتراء والغلو والالحادماليس فی الخوارج))[1]

"اور رافضہ کا مذہب دین سے نکل جانے والے خارجیوں سے بد تر ہے۔ کیونکہ خوارج کی انتہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کی تکفیر تھی اور روافض نے حضرت ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم اور تمام سابقین اولین کی تکفیر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے حوالے سے سے خوارج سے بڑھ کر جدال کیا، ان روافض میں جھوٹ، افتراء ، غلو اور الحاد ہے جو کہ خوارج میں نہیں تھا"۔

((فهذه سنة اميرالمومنين على رضي الله عنه وغيره قد امربعقوبه الشيعة الاصناف الثلاثة واخفهم المفضلة فأمر هو وعمر رضي الله عنه بجلدهم))[2]

---

[1] الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیۃ رحمہ اللہ،ج:۵،ص:۲۴۸۔

[2] مجموعة فتاوی ابن تیمیۃ رحمہ اللہ،ج:۶،ص:۴۲۱۔

"پس یہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی سنت ہے کہ آپ نے شیعہ کو سزا دینے کا حکم دیا ان (کی) تین قسموں پر اور ان میں سے کم تر تھی، فضیلت دینے پر............پس انہوں نے (حضرت علی) اور عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو کوڑے مارنے کا حکم دیا"۔

((وقدثبت عن علی فی صحیح البخاری وغیره من نحو ثمانین وجها انه قال: خیر هذه الامة بعد نبیها، ابوبکر رضی اللہ عنہ ثم عمر رضی اللہ عنہ۔ وثبت عنه انه حرق غالیة الرافضة الذین اعتقدوافیه الالهیة۔ وروی عنه بأسانید جیدة انه قال: لا اوتی باحد یفضلنی علی رضی اللہ عنہ ابی بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ الا جلدته حد المفتري۔ وعنه انه طلب عبد الله بن سبا لما بلغه انه سب ابأبکر وعمر لیقتله فهرب منه))[1]

"صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات کئی وجوہ سے تقریباً اسی طرق پر ثابت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس امت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں"۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے غالی رافضیوں کو آگ میں جلوا دیا جب انہوں نے آپ کے بارے میں الوہیت کا اعتقاد رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ہی جید اسناد کے ساتھ مروی ہے آپ نے فرمایا: "میرے پاس کوئی ایسا بندہ لایا گیا جو مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے تو میں اسے بہتان کی حد لگاؤں گا (یعنی اسّی درے)۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ابن سباء کو طلب کیا جب آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ اس نے ابو بکر و عمر کو گالی دی ہے تو آپ نے اسے بلا بھیجا تا کہ اسے قتل کریں تو وہ بھاگ گیا"۔

[1] مجموعة فتاوی ابن تیمیة رحمه الله، ج:٦، ص:٤٢١۔

"غالی روافض" کے بارے میں فقہاء اور علماء کے فتاویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کے قائل ہوں، خلفائے راشدین کی خلافت کے انکاری، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت اور صحابہ میں تفضیل سے آگے بڑھ کر ان پر سب و شتم کرنے والے اوران تکفیر کرنے والے ہوں۔

((واما تکفیرھم وتخلیدھم: ففیه أیضاً للعلماء قولان مشھوران: وھما روایتان عن احمد رحمه الله۔ والقولان فی الخوارج والمارقین من الحروریة والرافضة ونحوھم۔ والصحیح ان ھذہ الاقوال التی یقولونھا التی یعلم انھا مخالفة لما جاء به الرسول کفروکذلك افعالھم التی ہی من جنس أفعال الکفار بالمسلمین ہی کفرأیضاً۔ وقدذکرت دلائل ذلك فی غیر ھذا الموضع،لکن تکفیر الواحد المعین منھم والحکم بتخلیدہ فی النار موقوف علی ثبوت شروط التکفیر وانتفاہ موانعه))[1]

"جہاں تک ان کے کفر اور ان کے ہمیشہ جہنم میں رہنے کا مسئلہ ہے! تو اس میں بھی علماء کے دو مشہور اقوال ہیں اور وہ احمد بن حنبل سے دو روایتیں ہیں اور وہ دونوں اقوال خارجیوں، اسلام سے خارج حروریۃ اور رافضہ وغیرہ کے متعلق ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ باتیں جو ان (رافضی) لوگوں کی زبانوں سے سرزد ہوتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کیساتھ کفر ہے۔ اسی طرح ان کے افعال جو مسلمانوں کے ساتھ جنسِ افعالِ کفار میں سے ہیں وہ بھی کفر ہیں، اور ہم نے اس کے دلائل بارہا مرتبہ ذکر کیے ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی ایک فردِ معین کی تکفیر اور پھر آگ میں اس کی ہیشگی، ثبوتِ شرائطِ کفر پر اور اس کے موانع کی نفی پر موقوف ہے"۔

[1] مجموعة فتاوی ابن تیمیة رحمه الله، ج:٦، ص:٤٢٤۔

روافض کے بارے حکم شرعی ان سے قتال کے بارے میں

((وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کنت ثم النبی ﷺ وعندہ علی فقال النبی ﷺ، یا علی! سیکون فی امتی قوم ینتحلون حب اهل البیت لهم نبز یسمون الرافضة قاتلوهم فانهم مشرکون))[1]

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! میری امت میں عنقریب ایسی قوم ہو گی جو اہل بیت سے محبت کا (جھوٹا) دعویٰ کرے گی، ان کے لئے ہلاکت ہے ان کو رافضہ کہا جائے گا تم ان سے قتال کرنا کیونکہ وہ مشرک ہوں گے"۔

((وعن فاطمة رضی الله عنها بنت محمد ﷺ قالت نظر النبی ﷺ الی علی فقال هذا فی الجنة، وان من شیعته یعلمون (وفی روایة یلفظون) الاسلام ثم یرفضونه، لهم نبز یسمون (وفی روایة یشهدون) الرافضة من لقیهم فلیقتلهم فانهم مشرکون))[2]

"حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا پھر فرمایا کہ یہ جنت میں ہو گا اور اس کے گروہ میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو اسلام کو جاننے کے بعد اس کو جھٹلا دیں گے، ان کے لئے ہلاکت ہے، ان کو رافضہ کے نام سے جانا جائے گا، جب تمہارا ان سے سامنا ہو تو ان سے قتال کرنا کیونکہ وہ مشرک ہیں"۔

[1] رواہ الطبرانی واسنادہ حسن بحوالة مجمع الزوائد ج:۱۰، ص:۲۲۔ السنة لابن ابی عاصم ج:۲، ص:۴۷۶۔

[2] مسند ابی یعلیٰ ۴۹۱، ۱۳، رقم:۶۶۰۵۔ راوہ الطبرانی ورجالہ ثقات بحوالہ مجمع الزوائد ج:۱۰، ص:۲۲۔

((وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی آخرالزمان قوم یسمون (وفی روایۃ ینبزون) الرافضۃ یرفضون الاسلام ویلفظونہ قاتلوھم فانھم مشرکون))[1]

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایسی قوم ہوگی جس کو رافضہ کے نام سے پکارا جائے گا، جو اسلام کو جھٹلادیں گے اور اس سے نکل جائیں گے تم ان سے قتال کرنا کیونکہ وہ مشرک ہیں“۔

((عن ابی عبد الرحمن السلمی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیأتی بعدی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضۃ فاذا لقیتموھم فاقتلوھم فانھم مشرکون قلت یارسول اللہ ماالعلامۃ فیھم قال یقرضونك بما لیس فیك ویطعنون علی اصحابی ویشتموھم))[2]

”ابو عبد الرحمن سلمی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم آئے گی ان کے لئے خرابی ہے، ان کو رافضہ کہا جائے گا پس تمہارا ان سے سامنا ہو تو ان کو قتل کرو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی علامت کیا ہوگی؟ فرمایا کہ مدح کریں گے تمہاری اس چیز کے بارے میں جو تم میں نہیں ہے اور میرے اصحاب پر طعن کریں گے اور ان کو گالیاں دیں گے“۔

[1] کنزا لعمال، ج:اص:۲۲۳رقم:۱۱۲۸۔ رواہ أبویعلی والبزاروالطبرانی ورجالہ وثقواوفی بعضھم خلاف بجوالہ مجمع الزوائد،ج:۱۰،ص:۲۲۔مسند الحارث (زوائدالھیثمی) ج:۲ص:۹۴۵۔ مسند ابی یعلی،ج:۴،ص:۹۵۴، رقم الحدیث:۲۵۸۶۔السنۃ لابن ابی عاصم،ج:۲،ص:۴۷۵۔فضائل الصحابۃ لابن حنبل،ج:۱،ص:۴۴۰۔

[2] کنز العمال،ج:۱۱ص:۳۲۴رقم:۳۱۶۳۴۔السنۃ لابن ابی عاصم،ج:۲،ص:۴۷۴۔

((عن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یاعلی!انك من اهل الجنة وانه يخرج فی امتی قوم ينتحلون شيعتنا ليسوا من شيعتنا لهم نبزيقال لهم الرافضة وآيتهم انهم يشتمون أبابكر وعمر اينما لقيتهم فاقتلهم فانهم مشركون))[1]

”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم اہل جنت میں سے ہو اور میری امت میں سے ایسی قوم نکلے گی جو اپنے آپ کو ہماری اولاد سے منسوب کریں گے اور وہ ہماری اولاد میں سے نہیں ہوں گے، ان کے لئے برائی ہے، ان کو رافضہ کہا جائے گا اور ان کی علامت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دیں گے وہ جہاں کہیں بھی تم کو ملیں تم ان کو قتل کرو کیونکہ وہ مشرک ہیں“۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ألا ادلك علی عمل اذا عملته كنت من اهل الجنة ؟ وانك من اهل الجنة ،انه سيكون بعدنا قوم لهم نبزيقال لهم الرافضة، فان ادركتموهم فاقتلوهم فانهم مشركون))[2]

”کیا تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کو انجام دینے سے تم جنتی بن جاؤ، اور بلاشبہ (اے علی)تم جنتی ہو، ہمارے بعد ایک گروہ رافضہ آئے گا اگر تم انہیں پاؤ تو ان کو قتل سے دریغ نہ کرنا، وہ مشرک ہیں“۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] السنن الواردة فی الفتن، ج:۳، ص:۶۱۶، رقم الحدیث:۲۷۹۔ الفردوس بماثور الخطاب، ج:۵، ص:۳۱۶۔

[2] بحواله الصارم المسلول لابن تيميه رحمه الله۔

((والغالیۃ یقتلون باتفاق المسلمین وھم الذین یعتقدون الالھیۃ والنبوۃ فی علی وغیرہ مثل النصریۃ والاسماعیلیۃ الذین یقال لھم بیت صاد وبیت سین ومن دخل فیھم من المعطلۃ الذین ینکرون وجود الصانع أوینکرون القیامۃ أوینکرون ظواھر الشریعۃ مثل الصلوات الخمس وصیام شھر رمضان وحج الحرام ویتأولون ذلک علی معرفۃ اسرارھم وکتمان اسرارھم وزیارۃ شیوخھم ویرون ان الخمر حلال لھم ونکاح ذوات المحارم حلال لھم۔فان جمیع ھؤلاء الکفار أکفر من الیھود والنصاری))[1]

''غالی رافضہ مسلمانوں کے اتفاق کے ساتھ واجب القتل ہیں اور وہ ایسے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں الوہیت اور نبوۃ کا عقیدہ رکھتے ہیں جیسے کہ النصیریۃ، الاسماعیلیۃ جنہیں ''بیت صاد'' اور ''بیت سین'' کہا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ ''مُعَطِّلَۃ'' بھی ان میں شامل ہیں جو کائنات کے بنانے والے کا انکار کرتے ہیں، یا قیامت کا انکار کرتے ہیں یا شریعت کے ظواہر کا انکار کرتے ہیں مثلاً پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، بیت الحرام کا حج اور پھر اس کی تأویل کرتے ہیں کہ وہ ان باتوں کے اسرار ورموز سے واقف ہیں اور اسے اپنے شیوخ کی زیارت پر محمول کرتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شراب حلال ہے اور ذی محرم کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ پس تمام ایسے لوگ کافر ہیں اور ان کا کفر یہود ونصاریٰ سے زیادہ سخت ہے''۔

((ولایجب قتل کل واحد منھم اذالم یظھر ھذہ القول أوکان فی قتلہ مفسدۃ راجحۃ۔ ولھذاترک النبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل ذلک الخارجی ابتداءً لئلا یتحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابہ، ولم یکن اذ ذاک فیہ فساد عام ، ولھذا علی رضی اللہ عنہ

[1] مجموعۃ فتاوی ابن تیمیۃ رحمہ اللہ، ج:۶، ص:۴۲۱۔

قتلهم اول ماظهر لانهم كانواخلقاً كثير وكانوا داخلين فی الطاعة والجماعة ظاهراً لم يحاربوا اهل الجماعة ولم يكن يتبين له أنهم هم))[1]

" ان میں ہر ایک کو قتل کرنا واجب نہیں جب کہ اس سے کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہو یا اس کے قتل میں کوئی راجح مفسدہ ہو۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہلے ابتداء کرنے والے خارجی کو قتل کرنے سے اجتناب کیا، تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں اور اس لیے کہ اس میں عام فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ جب وہ پہلی دفعہ ظاہر ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں، تو (شروع میں) ان کے قتل کو ترک کر دیا گیا کیونکہ اس وقت وہ خلقتِ کثیر تھے اور اطاعت وجماعت میں ظاہری طور پر داخل تھے، تو اہلِ جماعت نے ان کے خلاف قتال نہیں کیا لیکن انہیں جب یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی! (تو انہوں نے ان سے قتال کیا)"۔

((ولان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ طلب ان يقتل عبد الله بن سبا اول الرافضة حتى هرب منه۔ ولان هؤلاء من اعظم المفسدين فی الارض فاذا لم يندفع فسادهم الا بالقتل قتلوا))[2]

" امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن سبا کو بلا بھیجا، جو سب سے پہلا رافضی تھا، تاکہ اسے قتل کریں تو وہ بھاگ گیا! اور اس لیے کہ یہ لوگ زمین کے اوپر سب سے بڑے فسادی ہیں پس اگر ان کا فساد قتل کے بغیر نہ جاتا ہو تو انہیں قتل کر دینا ہی بہتر ہے!"

[1] مجموعة فتاوى ابن تيمية رحمه الله، ج:٦، ص:٤٢٣۔

[2] مجموعة فتاوى ابن تيمية رحمه الله، ج:٦، ص:٤٢٣۔

اور اس کے بعد کے ادوار میں ان کا کفر، مسلمانوں سے بغض وعداوت کھل کر کفار ومشرکین سے معاونت کی صورت میں سامنے آیا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وفيهم من معاونة الكفار على المسلمين ماليس من الخوارج...... والرافضة هم معاونون للمشركين واليهود والنصارى على قتال المسلمين. وكذلك فى الحروب التى بين المسلمين وبين النصارى بسواحل الشام قدعرف اهل الخبرة ان الرافضة تكون مع النصارى على المسلمين وانهم عاونوهم على اخذ البلاد...... واذاغلب المسلمون النصارى والمشركين كان ذالك غصة عند الرافضة واذاغلب المشركون والنصارى المسلمين كان ذلك عيدا، ومسرة عند الرافضة))[1]

"اور ان (روافض) میں وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں پر کافروں کی معاونت کرتے ہیں............ اور رافضہ معاونت کرتے ہیں مشرکوں اور یہود و نصاریٰ کی مسلمانوں کے قتل عام کرنے پر............ اور اسی طرح ان (صلیبی) جنگوں میں جو مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان ہوئیں شام کے ساحل پر۔ اہل خبر کے ہاں مشہور ہے کہ رافضہ مسلمانوں کے مقابلے میں نصاریٰ کے ساتھ ہوتے تھے اور مسلمانوں کے شہروں قبضہ کرنے میں نصاریٰ کی مدد کرتے تھے. اور جب مسلمانوں کو نصاریٰ اور مشرکین پر غلبہ حاصل ہوتا تو رافضہ کے نزدیک یہ بات غصہ والی ہوتی اور اگر مسلمانوں پر مشرک اور نصاری غلبہ حاصل کرتے تو یہ بات ان کے لئے عید اور مسرت کا باعث ہوتی"۔

((وهذا هوالسبب فيما شاع فى العرف العام: ان اهل البدع هم الرافضة: فالعامة شاع عندها ان ضد السنّي هوالرافضة فقط لانهم أظهر معاندةً لسنة

[1] الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیۃ رحمہ اللہ، ج:۵، ص:۲۴۸۔

رسول الله ﷺ وشرائع دينه من سائراهل الاهواء۔ وايضاً فالخوارج كانوا يتبعون القرآن بمقتضى فهمهم وهؤلاء انما يتبعون الامام المعصوم عندهم الذى لا وجودله۔ فمستند الخوارج خير من مستندهم۔ وايضاً فالخوارج لم يكن منهم زنديق ولاغال وهولاء فيهم من الزنادقة والغالية من لايحصيه الا الله))[1]

"یہ باتیں بیان کرتی ہیں کہ وہ عام اہلِ الاہواء سے بھی بدتر ہیں اور خوارج سے بھی زیادہ قتال کیے جانے کے مستحق ہیں، یہ سبب ہے جس کے بارے میں یہ عرفِ عام بن گیا ہے کہ اہل بدعت رافضی ہیں اسی لیے عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ سنی کا مخالف فقط رافضی ہے۔ کیونکہ وہ سنت رسول کے ساتھ سب سے زیادہ معاندانہ رویہ رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی شریعت کے اہل الاہواء میں سب سے بڑے دشمن ہیں۔ اسی طرح خوارج بھی قرآن کی اتباع اپنی فہم کے تقاضوں کے مطابق کرتے تھے جبکہ یہ امام معصوم کی اتباع کرتے ہیں، جس کا کوئی وجود نہیں۔ خوارج کا مستند ان کے مستند سے بہتر تھا۔ اسی طرح خارجیوں میں کوئی زندیق وغالی نہ تھا جبکہ ان میں زندیق وغالی اتنے ہیں جنہیں اللہ ہی بہتر جانتے ہیں"۔

((وكذلك الخروج والمروق يتناول كل من كان فى معنى اولئك ويجب قتالهم بامر النبى ﷺ كما وجب قتال اولئك ۔وان كان الخروج عن الدين والاسلام انواعاً مختلفةً وقد بينا ان خروج الرافضة ومروقهم أعظم بكثير))[2]

[1] مجموعة فتاوى ابن تيمية رحمه الله، ج:٦، ص:٤٢١۔

[2] مجموعة فتاوى ابن تيمية رحمه الله، ج:٦، ص:٤٢٢۔

"اسی طرح دین سے نکلنا اور اس سے خارج ہونا، اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اس معنی میں آئے اور ایسے لوگوں کے ساتھ امرِ نبی ﷺ کے ساتھ قتال واجب ہے جیسے کہ ان (رافضی) لوگوں کے ساتھ قتال واجب ہے۔ اگرچہ اسلام سے خارج ہونے اور اس سے نکلنے کی بہت سی اقسام ہیں لیکن ہم نے بیان کیا ہے کہ رافضہ کا خروج اور ان کا دین سے نکلنا بہت ہی عظیم ہے"۔

((والمقصود هنا ان يتبين ان هؤلاء الطواف المحاربين لجماعة المسلمين من الرافضة ونحوهم هم شرمن الخوارج الذى نص النبى ﷺ على قتالهم ورغب فيه۔ وهذا متفق عليه بين علماء الاسلام العارفين بحقيقته))[1]

"یہاں مقصود یہ ہے کہ یہ بیان کیا جائے کہ یہ محارب گروہ رافضہ وغیرہ ان خارجیوں سے بدتر ہیں جن کے قتل کی نص نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور ان کے ساتھ قتال کی ترغیب دی ہے۔ یہ اس امر کی حقیقت کو جاننے والے علماء کے درمیان متفق علیہ مسئلہ ہے"۔

[1] مجموعة فتاوى ابن تيمية رحمه الله، ج:٦، ص:٤٢٢۔

(باب دوم)

هل أتاك حديث الرافضة؟

تاریخ روافض

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہم نے تاریخ کا مطالعہ کیا تو اس کے ماضی و حاضر میں اور نہ ہی آنے والے مستقبل میں ہم نے کوئی ایسی قوم رافضیوں سے بدتر پائی ہے جس کی سیرت قباحتوں سے بھرپور ہو۔ اللہ عزوجل ان رافضیوں کو رسوا کرے کہ جنہوں نے اس کے دین کو بدل ڈالا اور اس کے سیدھے رستے کو ٹیڑھا کر دیا۔ اس اعلیٰ دین کو انہوں نے ادنی معاملات سے بدل دیا اور یہودیوں کی خباثتوں اور عیسائیوں کی گمراہیوں کا ملغوبہ لے کر ایک ایسا دین نکالا تاکہ وہ نیا دین اسلام کے دشمنوں کے ادیان سے مناسبت رکھے۔ وہ ایک ایسا دین لے کر آئے جو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اس امت کے آخری لوگ اس کے پہلوں پر (نعوذ باللہ) لعنت بھیجیں، قرآنِ مجید کا مکمل انکار کر دیں، شریعت کو معطل کر دیں، قبلہ کے بارے میں شرک کا ارتکاب کریں، یہاں تک کہ مسلمان اپنے قبلہ کو چھوڑ کر کربلا و مشہد کی طرف رخت سفر باندھنے لگ جائیں اور مسلمانوں میں دین کے نام پر فحاشی کو پھیلائیں"۔

رافضیت کا اصل مقصد اسلام کی عمارت کو گرانا

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) اس دین کی حقیقت کو مشکوک بنا دیا جائے اور اس کے عقائد کو ٹیڑھا کر دیا جائے۔ اہل حق کے مذہب کے اندر شبہات پیدا کیے جائیں اور اس دین کے اصول و ضوابط میں شک پیدا کیا

جائے۔ چاہے اس کے لیے اس دین کے اصول و فروع میں تحریف کرنی پڑ جائے تاکہ یہ دین ایک مسخ شدہ دین بن کر رہ جائے۔

(۲) دوسری طرف سیاسی میدان میں اسلامی حکومت کے خارجی و داخلی ستونوں کو کمزور کیا جائے۔

داخلی طور پر قوم کے اندر چھپ کر ان کے نفوس کو کمزور کیا جائے اور اصحابِ حرص کے ذریعے انہیں امام اور خلیفہ المسلمین کے خلاف خروج کے لیے ابھارا جائے یا خلیفہ کے خلاف مشتبہ الزامات و دعوے کر کے اس کا قتل کیا جائے۔ خارجی طور پر دین کے دشمنوں کے ساتھ تعاون کیا جائے اور ان کے ساتھ اتحاد قائم کیا جائے تاکہ وہ اسلامی حکومت کو گرانے میں مددگار ثابت ہوں"۔

رافضیت دراصل سبائیت کی پیداوار ہے

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ دو امور ہی اصل بنیادی منہج ہیں جس کے اوپر "دین رافضیت" آغاز ہی سے اپنے یہودی موجد "عبد اللہ بن سبا ملعون" کے ہاتھوں قائم ہے۔ وہ کمینہ انسان جسے اپنے آپ کو چھپانے کے لیے "حبّ اہل بیت" کے نعرے کے علاوہ کوئی سہارا نہ ملا جبکہ اس سے قبل وہ اپنے اسلام کا اظہار کر چکا تھا مگر اندرونی طور پر وہ کفر پر قائم رہا اور اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہا۔

ابن سبا اپنے اس منصوبے کے لیے مسلم معاشرے میں بہت سے کمزور نفوس اور خواہشات کے غلام ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا اور اسے ایسے اہل ہوس مل گئے جنہوں نے امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ کھڑا کر دیا۔ اس کے علاوہ اس کو ایسے ساتھی بھی مل گئے جن کے ساتھ مل کر اس نے اسلامی دارالخلافہ کے باہر فتنہ کھڑا کرنے میں کامیاب ہو گیا یہاں تک ایسے لوگوں نے خلیفہ کو قتل کر ڈالا اور اس کی رعیت کو مشکل میں مبتلا کر دیا۔ اس نے ہی اپنے انہی خبیث ساتھیوں کی مدد سے

صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی اختلافات پیدا کرنے کی راہ نکال لی اور ایک دفعہ پھر مسلم معاشرے میں قبائلی عصبیت پھیل گئی جس کو ختم کرنے کے لیے اسلام آیا تھا۔ انہوں نے آل بیت کے نام پر فتنہ کھڑا کیا اور لوگوں کو بھی فتنہ میں مبتلا کیا یہاں تک کہ کتاب و سنت کو ہم تک نقل کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صداقت میں تشکیک پیدا کرنے کی کوششیں کی گئی۔ اس کام کے لیے انہوں نے آلِ بیت کی محبت کا لبادہ اوڑھا بلکہ اس میں مبالغہ کرتے ہوئے ان کے لیے ''عصمت'' کا عقیدہ گھڑ لیا۔ یہاں تک کہ اس سبائی فرقہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں الوہیت کا عقیدہ گھڑ لیا۔

میں کہتا ہوں کہ جب ابنِ سبا کے پیروکاروں نے دیکھا کہ وہ اپنے ان سارے مکروہ فتنوں میں کامیاب ہو گیا ہے تو رافضیوں نے اسی طریق کو جاری رکھا اور اسی منہج پر وہ اپنے پہلے دن سے آج تک عمل پیرا ہیں۔ علماء سلف نے اپنے کتب و بیانات میں رافضیت اور ان کے دین کی حقیقت کو آشکار کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ''المنہاج السنۃ النبویۃ'' میں فرماتے ہیں:

''والرافضه ليس لهم سعى الا فى هدم الاسلام ونقض عراه وافساد قواعده''

''رافضیوں کی ہر سعی اسلام کے عقائد و قواعد کو گرانے کے لیے ہی ہوئی ہے''۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ''المنہاج السنۃ النبویۃ'' میں کہتے ہیں:

''اسی لیے تو دیکھے گا کہ رافضی ہمیشہ اسلام کے دشمنوں اور مرتدین کی مدد کرتے ہیں''۔

رافضہ کے بارے میں سلف کے اقوال

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام البخاری ''خلق افعال العباد'' میں کہتے ہیں:

''ما ابالی صلیت خلف الجھمی والرافضی ام صلیت خلف الیھود والنصاریٰ، ولا یسلم علیھم ولایعادون، ولا یناکحون ولا یشھدون ولا توکل ذبائحھم''

'' میں اس میں فرق نہیں جانتا کہ میں کسی جہمی کے پیچھے نماز پڑھوں یا رافضی کے پیچھے یا یہودی و عیسائی کے پیچھے۔ ان پر سلام نہ کیا جائے، ان کی عیادت نہ کی جائے، نہ ان سے نکاح کیا جائے نہ ان کے جنازے میں حاضر ہوا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ کھایا جائے''۔

امام احمد بن یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''لو ان یھودیا ذبح شاۃ وذبح رافضی لأکلت ذبیحۃ الیھودی ولم أکل ذبیحۃ الرافضی ،لانہ مرتد عن الاسلام''

''اگر ایک یہودی ایک بکری ذبح کرے اور ایک رافضی ایک بکری ذبح کرے تو میں یہودی کا ذبیحہ کھالوں گا اور رافضی کا ذبیحہ نہیں کھاؤں گا کیونکہ وہ اسلام سے مرتد ہے''۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ان عیسائیوں کے جواب میں کہتے جو رافضیوں کے قول سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن مجید تحریف شدہ ہے وہ فرماتے ہیں:

''واما قولھم یعنی النصاریٰ فی دعویٰ الروافض تبدیل القرآن، فان الروافض لیسوا من المسلمین''

''اور ان عیسائیوں کا یہ کہنا کہ رافضیوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن محرف ہے تو رافضی مسلمان ہی نہیں ہیں''۔

چنانچہ مشہور تابعی ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" جب فتنوں کا ظہور ہوا اور بدعتیں رواج پا گئیں اور لوگ ہمارے پاس حدیث بیان کرنے آتے تھے تو ہم انہیں کہتے:

''سموا لنا رجالکم فان کان من اہل السنۃ فیوء خذ حدیثھم وان کان من اھل البدعة والروافض یطرد حدیثھم''

''ہمیں اپنے راویوں کا تعارف کرواؤ پس اگر وہ اہل السنۃ میں سے ہوتے تو ہم ان کی احادیث لے لیتے اور اگر وہ بدعتی رافضی ہوتے تو ہم انکی حدیثیں چھوڑ دیتے تھے"۔

یہاں تک کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''انھم شر من عامة اھل الاھواء واحق بالقتال من الخوارج''

"بے شک وہ عام ہوس پرستوں سے بھی بدتر ہیں اور خوارج سے زیادہ قتال کے حق دار ہیں"۔

اہل سنت والجماعت کی مخالفت

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اسی طرح (رافضیوں کی کتاب) "عیون الاخبار الرضی" میں ہے کہ ایک صدوق نے علی بن اسباط سے روایت کی وہ کہتا ہے کہ میں نے رضا علیہ السلام سے کہا کہ کوئی مسئلہ پیش آجاتا ہے لیکن مجھے اس کی حقیقت کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا اور جس شہر میں میں رہتا ہوں وہاں کوئی ایسا بھی نہیں کہ اس سے فتویٰ لوں تو انہوں نے کہا:

''ایتِ فقیه البلد فاستفته فی امرك فاذا افتاك بشیئ فخذ بخلافه فان الحق فیه''

'' تو شہر کے (سنی) فقیہ کے پاس جا اور اپنے معاملے میں اس سے فتویٰ لے اور جب وہ تجھے فتویٰ دیدے تو اس کے خلاف عمل کر، کیونکہ حق اسی میں ہے''۔

(رافضی) نعمۃ اللہ الجزائری اپنی کتاب ''انوار النعمانیۃ'' میں کہتا ہے:

''ہم کہتے ہیں کہ وہ رب جس کے نبی محمد ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے خلیفہ ہیں وہ ہمارا رب نہیں ہے اور نہ ہی ایسا نبی ہمارا نبی ہے''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض و عناد

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ابو بکر و عمر پہ طعن صرف دو آدمی ہی کر سکتے ہیں:

(۱) منافق، زندیق، اسلام کا دشمن کوئی ملحد یہاں تک کہ وہ اس طعن میں بڑھتا ہوا نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اور دین پر بھی طعن کرنے لگ جاتا ہے۔ یہی حال تھا اس مذہب کے پہلے بدعتی موجد کا اور باطنیہ فرقہ کے آئمہ کا۔

(۲) یا کوئی جاہل جو اپنی جہالت میں افراط و تفریط کا شکار ہو، یا خواہش کا پجاری ہو اور یہ غالب عام شیعوں کی حالت ہے چاہے وہ باطنی طور پر مسلمان ہی ہوں''۔

ابن کثیر الدمشقی فرماتے ہیں:

’’اس آیت سے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ(الفتح:۲۹)، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے رافضیوں کی تکفیر کا مسئلہ اخذ کیا، وہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں کیونکہ وہ ﴿یغیظونھم﴾ ان سے غیظ کھاتے ہیں اور جو کوئی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ غیض کھائے تو وہ اس آیت کے سبب کافر ہے۔ علماء کے ایک گروہ نے ان کی اس معاملے میں موافقت کی ہے‘‘۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی اچھی بات کہی ہے کہ:

’’ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت احسن بات کہی اور انہوں نے اس کی بہترین تاویل فرمائی ہے پس جس کسی نے بھی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا بھی نقص کیا یا اس کی روایت میں طعن کیا تو اس نے اللہ کی بات کو جھٹلایا اور مسلمانوں کی شریعت کو باطل ٹھہرادیا‘‘۔

ابن عبد القویٰ رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں:

’’ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر تبراء کرنے والے اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دینے والے اور ان پر الزام لگانے والے کو کافر قرار دیتے تھے اور ایسے شخص کے لیے یہ آیت تلاوت کرتے ﴿یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابداً ان کنتم مومنین﴾ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ ایسی بات آئندہ مت دہراؤ اگر تم مومن ہو‘‘۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ’’ ہشام بن عمار فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا:

’’من سب ابا بكر رضي الله عنه وعمر رضي الله عنه أدب ومن سب عائشة قتل لان الله تعالیٰ يقول: يعظكم الله ان تعودوا لمثله ابداً ان كنتم مومنين۔ فمن سب عائشة فقد خالف القرآن ومن خالف القرآن قتل‘‘

"جس نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی اسے تادیبی سزا دی جائے گی اور جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی اسے قتل کر دیا جائے گا کیونکہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ ایسی بات کو مت دہراؤ اگر تم مومن ہو۔ کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دینا قرآن کی مخالفت ہے اور جو قرآن کی مخالفت کرتا ہے وہ قتل کیا جائے گا"۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے جسے خلال نے ابو بکر المروزی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں:

"سألت ابا عبد الله عن يشتم ابابكر وعمر وعائشة رضى الله عنهم قال ماراه على الاسلام"

" میں نے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا اس شخص کے متعلق جو ابو بکر و عمر و عائشہ رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا ہے تو انہوں نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ وہ اسلام پر ہے"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الصارم المسلول" میں کہتے ہیں:

"جس نے یہ گمان کیا کہ قرآن میں نقص ہے یا اس سے کچھ چھپایا گیا ہے یا اس نے قرآن میں ایسی باطنی تاویلات کی، اس کے تمام مشروع اعمال ساقط ہیں ایسے لوگوں کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جس نے یہ سمجھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے سوائے چند نفوس کے جن کی تعداد دس سے کچھ اوپر تک ہے اور ان کے عامہ پر فسق کا حکم لگایا۔ پس ایسے شخص کے کفر میں بھی کوئی شک نہیں کیونکہ ایسا کرنے والا قرآن کی نصوص کا انکار کر رہا ہے۔ ان نصوص نے متعدد مقامات پر اللہ کی صحابہ رضی اللہ عنہم پر رضا کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے۔ بلکہ جو کوئی ایسے شخص کے کفر میں شک کرے اس کا کفر بھی متعین ہے۔ کیونکہ رافضیوں کی اس بات کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ کتاب و سنت کے نقل

کرنے والے کافر یا فاسق ہیں۔ یہ آیت ﴿کنتم خیر امۃ اخرجت للناس﴾ ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے“۔ تو جس نے انہیں بہترین قرار دیا وہ قرآن ہے اور اگر ان پہلے لوگوں کے عامہ کافر یا فاسق ہیں تو پھر اس کا خلاصہ یہ رہ جاتا ہے کہ یہ امت شریر ترین امت ہے اور اس امت کے پہلے لوگ شریر لوگ تھے۔ اسلام میں ایسے بندے کا کفر معلوم ہے“۔

ابولولوء فروز رافضیوں کا ہیرو

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ہم یہاں یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ یہ خیانت اور یہ جرم رافضیوں کا پہلا جرم تھا حالانکہ اس وقت تک رافضی فرقہ بالفعل بطور سیاسی فکر و کفر کے ظاہر نہ ہوا تھا۔ اس کے دو سبب ہیں:

(۱) ابولولوء مجوسی پہلا شخص تھا جس نے مسلم حاکم کا سیاسی قتل کیا جبکہ وہ اسلام کے خلاف کینہ و بغض چھپائے ہوئے تھا اور یہی وہ ظلمت گاہ ہے جس سے باقی ماندہ رافضیوں نے راہ نکالی۔

(۱) اس کے بعد رافضیوں نے اسے اپنے ہیروز میں شمار کیا اور اسی سے سنتِ قتل کو اپنی بنیاد قرار دیا اور اپنے جرائم کے لیے قانونی حیثیت سے سراہا یہاں تک کہ وہ اپنی کتب میں اس کا ذکر کرتے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے گڑھ ایران میں اس کے لیے ایک قبر اور مزار بھی تعمیر کیا جہاں وہ اس کی قبر کا طواف کرتے اور اس پر نذریں مانتے ہیں۔

یہ بات جاننی چاہیے کہ ایران کے شہر ”کاشان“ میں ایک علاقہ ہے جسے ”باغیتین“ کہا جاتا جو کہ ایک گمنام فوجی کی طرف منسوب ہے اور اس میں ابولولوء فیروز مجوسی فارسی کتے کی وہی قبر ہے جو کہ خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے جبکہ انہوں نے اس جگہ کو ایسا نام دیا جس کا معنی ہے ”بابا شجاع

الدین کی قبر" اور بابا شجاع الدین یہ وہ لقب ہے جو انہوں نے عمر فاروق کو قتل کرنے کے سبب اس خنزیر کو دے رکھا ہے اور دیواروں پر فارسی میں لکھا ہے:

"مــرگـــــ بر ابو بکر، مــرگـــــ بر عمــر، مــرگـــــ بر عثمان"

"موت ابو بکر کے لیے، موت عمر کے لیے، موت عثمان کے لیے"۔(نعوذ باللہ)

اس معاملے کو کتاب "للہ ثم للتاریخ" کے مصنف سید حسین الموسوی جو کہ ان (روافض) کے ایسے قلیل علماء میں سے ہے جن کی فطرت کو اللہ تعالیٰ نے سالم رکھا، نے بھی ذکر کیا ہے۔ یہ زیارت گاہ ایسی ہے کہ جہاں ایرانی زیارت کے لیے آتے ہیں اور وہاں اموال اور نفقات دیتے ہیں۔ یہ جگہ میں (الزرقاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے خود بنفسِ نفیس دیکھی ہے۔ ایران کی وزارتِ ارشاد نے اس کی توسیع و تجدید بھی کی ہے جبکہ اس کے علاوہ انہوں نے ایسے مبارکبادی کے کارڈ بھی چھاپ رکھے ہیں جن پر اس زیارت گاہ کی تصویریں چھپی ہیں۔ جنہیں خطوط ورسائل کے تبادلے میں استعمال کیا جاتا ہے"۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "المنہاج السنۃ النبویۃ" میں فرماتے ہیں:

"اسی لیے تو دیکھے گا کہ شیعہ ہمیشہ اسلام کے دشمنوں اور مرتدین کی مدد کرتے ہیں جیسے کہ مسیلمہ کذاب لعین کے اتباع بنی حنیفہ کے لوگ نے کی، اور ان کے بارے میں (شیعہ) کہتے ہیں کہ یہ لوگ مظلوم تھے جیسے کہ اس صاحبِ کتاب نے بھی ذکر کیا ہے۔ اسی طرح وہ ابو لولوء کافر مجوسی کی نصرت کرتے ہیں اور ان میں سے بعض یہاں تک کہتے ہیں "اللھم ارض عن ابی لوءلوءۃ واحشرنی معه" اے اللہ ابو لولوء سے راضی ہو جا اور میرا خاتمہ اس کے ساتھ کرنا۔ جبکہ بعض ان میں اپنی لڑائیوں میں کہتے ہیں "واثارات ابی لوءلوءۃ" ہائے ابو لولو کا انتقام۔ جس طرح وہ تصویروں میں ایسا کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کو قید میں دکھاتے ہیں۔ یہ خنزیر ابو لولوء اہل اسلام کے اتفاق کے ساتھ کافر ہے"۔

اہل بیت کی محبت کا دم بھرنے والے روافض ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رافضی اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی نصرت کا دم بھرتے ہیں، جناب حسین t پر روتے ہیں پھر اپنے مونہوں پر تھپڑ مارتے ہیں اور اہل السنۃ پر یہ بہتان دھرتے ہیں کہ وہ ناصبی ہیں یعنی اہلِ بیت سے دشمنی رکھتے ہیں۔ یہ رافضی وہی لوگ ہیں جنہوں نے جنابِ حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا جبکہ اس سے قبل وہ جنابِ حسن رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنے کے درپے تھے۔ یہ تمام باتیں ان (روافض) کے اصل مراجع اور امہات الکتب میں ثابت ہیں۔

کتاب "الارشاد للمفید" میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا قول مذکور ہے۔جب انہوں نے رافضیوں کے خلاف بد دعا کی۔اسی طرح کتاب "الاحتجاج" میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"لكنكم اسرعتم الى بيتنا كطيرة الدباء وتهافتم كتهافت الفراش، ثم نقضتموها سفها وبعداً وسحقا لطواغيتِ هذه الامة، وبقية الاحزاب، ونبذة الكتاب، ثم انتم هؤلا تتخاذلون عنا وتقتلوننا، الا لعنة الله على الظالمين"

"لیکن تم نے ہمارے گھروں پر وحشیانہ دھاوا بول دیا اور سارے عہد کو توڑ دیا، دوری وبربادی ہے اس امت کے طاغوتوں اور بقیہ ایسے گروہوں، کتاب اللہ کو چھوڑنے والے گروہوں کے لیے۔ پھر اب تم ہمیں رسوا کرتے ہو اور ہمیں ہی قتل کرتے ہو، خبر دار اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر"۔

رافضہ کی کتاب ”الاحتجاج“ میں ہی ہے امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ کوفہ سے کہا:

”هل تعلمون انكم كتبتم الى ابي و خدعتموه و اعطيتموه من انفسكم العهد و الميثاق ثم قتلتموه و خزلتموه باى عين تنظرون الى رسول الله وهو يقول لكم قاتلتم عترتى و انهكتم حرمتى فلستم من امتى“

”کیا تم جانتے ہو کہ تم ہی نے میرے والد کی طرف خط لکھا اور پھر انہیں دھوکہ دیا اور تم نے خود انہیں پختہ عہد وپیمان دیا پھر تم نے ہی انہیں قتل کر دیا اور انہیں رسوا کر ڈالا۔ تم کس نظر سے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھو گے جبکہ وہ فرمائیں گے کہ تم نے میری اولاد کو قتل کر دیا اور میری حرمت کو رسوا کر ڈالا، تم میری امت میں سے نہیں ہو“۔

اسی طرح ”الاحتجاج“ میں فاطمہ الصغری رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے اہلِ کوفہ کو اپنے خطبہ میں کہا:

”يا اهل الكوفه، يا اهل الغدر والمكر والخيلاء، ان اهل البيت ابتلانا الله بكم، وابتلاكم بنا فجعل بلائنا حسناً فكفرتمونا وكذبتمونا ورأيتم قتالنا حلالاً واموالنا نهباً كما قتلتم جدنا بالامس، وسيوفكم تقطر من دمائنا اهل البيت، تباً لكم فانتظروا اللعنة والعذاب فكان قد حل بكم ويذيق بعضكم بأس بعض، وتخلدون فى العذاب الاليم يوم القيامة بما ظلمتمونا، الا لعنة الله على الظالمين۔ تباًلكم يا اهل الكوفه كم قراتم لرسول الله قبلكم ثم غدرتم باخيه على بن ابى طالب وجدى وبنيه وعترته الطيبين“

”اے اہلِ کوفہ............اے اہلِ غدر و مکر و تکبر! اللہ نے ہم اہلِ بیت کی تمہارے ذریعے آزمائش کی اور ہمارے ذریعے تمہاری آزمائش کی۔ تو اس نے ہماری آزمائش کو آزمائشِ حسنہ

بنا دیا تو تم نے ہمارا انکار کر دیا، ہمیں جھٹلایا اور ہمارے ساتھ لڑائی کو حلال کر لیا اور ہمارے اموال کو لوٹنا مباح کر لیا جیسے کہ تم نے اس سے قبل ہمارے جد اعلیٰ کو قتل کیا۔ تمہاری تلواروں سے اہلِ بیت کا خون ٹپک رہا ہے۔ تم پر تباہی ہو، پس تم اللہ کے عذاب اور اس کی لعنت کا انتظار کرو کہ وہ تم پر آیا چاہتی ہے۔ اللہ تمہارے بعض کا زور تمہارے اوپر مسلط کرے اور ہم پر ظلم کرنے کے سبب تم قیامت تک دردناک عذاب میں مبتلا رہو۔ خبردار! اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر۔ اے اہلِ کوفہ تم پر تباہی ہو، تم نے اس سے قبل اللہ کے رسول اور آپ کی اولاد کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ پھر تم نے ان کے بھائی اور میرے دادا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹوں کے ساتھ غداری کی۔ ان کی یہ باتیں سن کر اہلِ کوفہ کے ایک فرد نے بڑے فخر سے جواب دیا۔

نحن قتلنا علیا وابن علی　　　　سیوف ھندیة ورماح

وسبینا نسائھم سبی ترک　　　　ونطحنا ھم فای نطاح

”ہم نے علی اور اس کے بیٹے کو تیز دھار ہندی تلواروں اور نیزوں سے قتل کیا

اور ان کی عورتوں کو ترکوں کی طرح قیدی بنایا انہیں زخمی کیا پس کیا ہی زخمی کرنا تھا“۔

ان دو روایتوں پر تعلیق لگاتے ہوئے ”سید حسین الموسوی“ کہتا ہے:

” یہ دو نصوص ہمیں بیان کرتی ہیں کہ جنابِ حسین رضی اللہ عنہ کے حقیقی قاتل کون ہیں؟ وہ کوفہ کے شیعہ ہیں! یعنی ہمارے آباؤاجداد تو پھر ہم اہل السنة کو حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا کیوں کر ذمہ دار ٹھہرائیں؟“

جب ہم کتب رافضہ اور ان کے اقوال کا ذکر کرتے ہیں جو ان کے ہاں معتمد ہیں تو اس سے ہم ان اقوال وروایت کی حاجت میں نہیں ہوتے بلکہ ہم تو انہیں اس لیے وارد کرتے ہیں تاکہ ﴿وشھدوا علی

انفسھم ﴾انہوں نے خود اپنے اوپر گواہی دی............کے باب میں خود ان پر گواہی قائم ہو جائے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے...........!

لیکن ہمیں یہاں وقفہ تفکر کرنا ہے اور اہلِ بیت کے خلاف ہونے والی ان خیانتوں پر غور و تأمل کرنا ہے۔ پس اگر ان لوگوں نے ان مقدس لوگوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جن کے ساتھ وہ محبت کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ ان کی محبت میں مبالغہ کرتے ہیں تو ان کے علاوہ لوگوں کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا ہو گا۔ یہاں عبرت پکڑنے والے کی مانند تأمل کی ضرورت ہے۔ پس اگر ان کی خیانتیں اپنے محبوبوں کے ساتھ اس قدر ہیں تو پھر باقی مسلمانوں کے ساتھ کیسی ہوں گی جن کا مظاہرہ آج ہم (پوری دنیا میں) دیکھ رہے ہیں جبکہ وہ کافروں کی طرف دوڑتے، بھاگتے جاتے ہیں۔ ان سے دوستیاں لگاتے ہیں اور ان کے کفر میں تعاون کرتے ہیں"۔

تاریخ بغداد کا المناک باب

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب خلافتِ عباسیہ کا دوسرا دور شروع ہوا تو ہم دیکھتے ہیں کہ رافضیوں نے دوبارہ سامنے آنا شروع کیا لیکن اس دفعہ ایک نئے روپ میں اور وہ تھا "تقیہ کا لباس" جس کا وہ عقیدہ رکھتے ہیں تاکہ انہیں حکومت مل جائے۔ ایسے جیسے کوئی بھیڑیا بکری کا لباس پہن لے اور اس سے چرواہا دھوکہ کھا جائے اور اپنے ریوڑ کو خطرے میں ڈال دے اور اپنے دین و دنیا کے امر سے غافل ہو جائے۔

تو وہ بھیس بدل بدل کے بڑے عہدہ داروں کے دروازوں پر اپنے نفاق کو چھپائے ہوئے جمع ہونے لگے اور سری و جہری ان کی اطاعت کا اظہار کرنے لگے اور اندرونِ خانہ ان کی سرگرمیاں جاری رہیں یہاں تک کہ بہت سے عباسی خلفاء ان سے دھوکہ کھا گئے۔ پس دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ وہ ہمیشہ حکومت میں اعلیٰ اور حساس مناصب اور عہدوں کے پیچھے بھاگتے نظر آتے ہیں۔

ایسا ہی ایک مشہور رافضی "ابن العلقمی" تھا جس کو عباسی خلیفہ معتصم نے غفلت وضیاع میں گرتے ہوئے وزیر بناڈالا جبکہ اسے اس کے اجداد رافضہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنا چاہیے تھی۔ لیکن اللہ عزوجل کے ہاں جس بات کا فیصلہ ہو چکا تھا وہ ہونے کو تھی اور تاریخ ہمارے لیے رقم کرتی ہے کہ یہ اہل السنۃ کے خلاف ان جرائم کا ارتکاب کرتے رہے اور ہر دور میں ان کے خلاف گھات لگا کر بیٹھے رہے۔

پس اس کی جزاء عباسی خلیفہ کو کیا ملی کہ اس حاقد ابن العلقمی نے اپنے رافضی مجوسی استاد نصیر الدین الطوسی کے ساتھ مل کر ملک کو تباہ کر دیا اور بندوں کو قتل کروادیا اور خلیفہ کو معزول کروادیا۔ اس نے ہی تاتاریوں کے بادشاہ "ہلاکو خان" کے ساتھ مراسلت کر کے اسے بغداد پر حملہ کرنے کی طمع دلائی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی نصرت کرے گا اور اس کے مقابل اس کو حکومت عطا کی جائے گی۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" اس (ابن علقمی رافضی) نے تاتاریوں سے مکاتبت کی اور انہیں طمع دلوائی کہ ملک پر قبضہ کر لیں اور ان کے لیے اس نے کام آسان کر دیا اور انہیں ساری حقیقت بیان کی اور فوجیوں کی کمزوریاں بیان کی اور اس میں اس کی طمع صرف یہ تھی کہ "اہل السنۃ" کا مکمل صفایا ہو جائے اور بدعتی رافضیوں کا ظہور ہو اور خلافت فاطمیوں کے ہاتھوں چلی جائے اور علماء و مفتیان قتل کر دیئے جائیں. اور اللہ اپنے امر میں غالب ہے"۔

چنانچہ امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" ۶۵۶ ہجری میں اللہ کا امر بغداد پر پورا ہو گیا اور وہ اوندھے منہ اپنے چھتوں پر گر گیا اور ایسے بھوسے کی طرح ہو گیا کہ گویا یہاں کبھی کوئی شہر تھا ہی نہیں. اناللہ و انا الیہ راجعون............اس شہر میں منگولوں نے اپنے سفلی پن کا مظاہرہ کیا، اوباشوں اور منافقوں نے ان کا ساتھ دیا اور ہر اس شخص نے ان کا ساتھ دیا جو رب العلمین پر ایمان نہ رکھتا تھا اور یہ ابن العلقمی وزیر مسلمانوں پر والی تھا لیکن یہ بہت کٹر رافضی تھا"۔

پھر بغداد میں تلوار کا راج تھا، عزتیں لٹ گئیں، لوگ قتل ہو گئے اور ہر چیز کو آگ لگادی گئی اور بغداد میں قیامت برپا ہوگئی...........ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تیس سے کچھ اوپر دنوں تک قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا ہر روز تاتاری ایک محلے میں داخل ہوتے اور اس محلے کا نام ونشان مٹادیتے یہاں تک کہ خون کی ندیاں بہہ گئیں اور پورا شہر مقتولین کی لاشوں سے اٹ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں دس لاکھ اسی ہزار افراد کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ آٹھ لاکھ افراد قتل ہوئے جبکہ یہ ایسا معاملہ ہے جسے ضبط میں لانا ممکن نہیں۔ پس انہوں نے رستوں، چوراہوں، گھروں اور چھتوں پر اور ہر جگہ قتل عام کیا جس کا شمار نہیں۔ بلکہ یہ ایسی عظیم جنگ تھی کہ اسلام میں اس سے قبل ایسی لڑائی نہ ہوئی تھی۔ انہوں نے عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ جبکہ اس کے علاوہ علماء، امراء اور اکابرین کی بہت بڑی جماعت کو قتل کیا گیا۔ بغداد پر آگ کا راج تھا یہاں تک کہ اسلام کا دار اخلافہ جل اٹھا، جامع الکبیر جل گئی اور بے مہار آگ نے بدنصیب کتب خانے کی راہ دیکھ لی اور آگ ہر طرف پھیل گئی اور اس سے بچنے والوں میں صرف یہی ملعون رافضی تھے۔

یہ بات سب کے علم میں آنی چاہیے کہ رافضی قزاقوں کی سیاہ تاریخ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ ان کا امن پسند لوگوں کو قتل کرنا، انہیں خوف ورعب میں مبتلاء کرنا، ان کے ایسے ہی جرائم ہیں جنہیں آج وہ پھر ارضِ دجلہ وفرات عراق میں دہرا رہے ہیں۔ آج انہوں نے (عراقی) پولیس میں بھرتی ہو کر اپنے چہرے کو چھپالیا تاکہ ان کے لیے قانونی اختیار کی راہ آسان ہو جائے۔ وہ آج بے گناہ لوگوں کو گھروں سے اٹھاتے ہیں اور پھر انہیں تعذیب دے کر قتل کر دیتے ہیں اور مسلمانوں کی عورتوں پر زیادتی کرتے ہیں اور مسلمانوں کے گھروں سے تفتیش کے بہانے اموال لوٹتے ہیں اور کوئی انہیں منع کرنے والا نہیں۔ ان کے جرائم اہل السنۃ کے اہل علم لوگوں، علماء، پروفیسرز اور ڈاکٹرز، قضاۃ اور اساتذہ کے قتل میں بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ آج رافضیوں کے علاوہ کون ان کا شکار کر رہا ہے جب ان کو ان تمام باتوں کے احکام ان کے مجوسی مرجع سے مل رہے ہیں اور ان کے ایسے بیانات انٹرنیٹ پر بھی شائع ہو چکے ہیں جنہیں ہر عاقل وغیر عاقل نے پڑھ لیا ہے اور جن کے انکار کی کوئی مجال نہیں"۔

عصرِ حاضر کی حکومتیں اور روافض

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس دور میں عجیب بات یہ بھی ہے کہ حکومتِ سعودیہ (اور دوسری حکومتوں کو اس پر قیاس کر لیجیے) جو پہلے ان کے ساتھ دشمنی کی آواز لگایا کرتی تھی اور شیعہ کے آئندہ خطرے سے متنبہ کیا کرتی تھی آج ہم انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ ان کے قریب ہو رہے ہیں اور ان کے ساتھ بیٹھ رہے ہیں اور ان کے ساتھ سرکاری سطح پر تعلقات استوار کر رہے ہیں۔ حالانکہ (حکومت سعودیہ کی زیر سرپرستی چلنے ادارہ) "لجنہ دائمۃ للبحوثِ والافتاء" نے کبھی رافضہ کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔

ایک سوال کے جواب میں جو ان کی طرف ایک سائل نے بھیجا تھا جو کہتا ہے:

"میں ایک ایسے قبیلہ سے ہوں جو کہ شمالی حدود میں رہائش پذیر ہے۔ ہم اور عراق کے کچھ قبائل اکٹھے رہتے ہیں۔ ان کا مذہب شیعہ بت پرستی کا ہے۔ انہوں نے ایسے قبے بنائے ہوئے ہیں جسے وہ حسن، حسین اور علی کا نام دیتے ہیں اور جب وہ کھڑے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں "یا علی، یا حسین"۔ لیکن ہمارے قبیلہ کے بعض لوگوں نے ان کے ساتھ تعامل روا رکھا حتیٰ کہ نکاح میں اور تمام احوال میں۔ میں نے ان کو کئی بار نصیحت کی لیکن وہ میری بات نہیں سنتے جبکہ وہ بستیوں کے عہدہ دار لوگ ہیں۔ میرا علم ان کے علم سے زیادہ بھی نہیں لیکن میں اس بات سے کراہت کرتا ہوں اور ان سے اختلاط بھی نہیں کرتا جبکہ میں نے سن رکھا ہے کہ ان کا ذبیحہ نہیں کھایا جاتا لیکن یہ لوگ ان کا ذبیحہ بھی کھاتے ہیں اور اس بات میں احتیاط نہیں برتتے۔ میری آپ جناب سے یہ درخواست اس مسئلہ میں جو میں نے ذکر کیا ہے، کہ ہمارے اوپر کیا واجب ہے اس کی توضیح فرمائیں؟"

تو لجنۃ کا جواب یہ تھا:

”اگر حقیقت ایسے ہی ہے جس کا کہ تم نے ذکر کیا ہے کہ وہ علی و حسن کو پکارتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسے لوگ مشرک ہیں اور شرکِ اکبر کے مرتکب ہیں اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہیں۔ پس یہ ہرگز جائز نہیں کہ ہم مسلمان بیٹیوں کی شادی ان کے ساتھ کریں اور نہ ہی ہمارے لیے یہ جائز ہے کہ ان کی عورتوں سے نکاح کریں۔ نہ ہی ہمارے لیے یہ جائز ہے کہ ہم ان کا ذبیحہ کھائیں۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿و لاتنکحوا المشرکات حتیٰ یؤمن ولأمة مومنة خیر من مشرکة و لو اعجبتکم و لا تنکحوا المشرکین حتی یؤ منوا و لعبد مؤ من خیر من مشرك و لواعجبکم اولئك یدعون الی النار واللّٰہ یدعوا الی الجنة و المغفرة باذنه و یبین آیاته للناس لعلھم یتذکرون﴾

اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ ایک مومن لونڈی ایک مشرکہ عورت سے بہتر ہے چاہے تمھیں وہ اچھی لگے اور نہ ہی مشرک مردوں سے نکاح کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور ایک مومن غلام ایک مشرک سے بہتر ہے چاہے تمھیں بھلا معلوم ہو۔ یہ لوگ آگ کی طرف بلانے والے ہیں اور اللہ جل جلالہ جنت و مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیات کو کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ لوگ نصیحت پکڑیں۔

و باللّٰہ التوفیق و صلی اللّٰہ علی محمد وعلیٰ آله وصحبه وسلم

”اللجنة الدائمة للبحوث والافتاء“

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" ہم نے ان رافضیوں کا ذکر ہر ایک خیانت کے ساتھ کیا ہے۔ پس بعض جرائم محض دینی ہیں جو کہ عبادات اور شعائر سے متعلق ہیں، جن کا مقصد دین کی عمارت کو گرانا اور اس کے اندر تحریف کرنا ہے۔ بعض جرائم سیاسی ہیں جن کا ارتکاب غداری اور داخلی قتل غارت گری کے ذریعے کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بیرونی طاقتوں کی مدد لی گئی ہے تاکہ اسلامی حکومت کی عمارت کو گرایا جائے"۔

لبنانی حزب اللہ کا بھیانک کردار

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ایک ضرب المثل ہے کہ "اذا اختلف السراق ظھر المسروق""جب چوروں میں اختلاف ہو گا تو چوری کا مال پکڑا جائے گا" اور کہا جاتا ہے کہ "الاعتراف سیدالادلۃ" "اعتراف سب سے بڑی دلیل ہے" اور کسی کی اپنے اہل پر دی ہوئی شہادت سے بہتر کوئی شہادت نہیں ہوتی۔ پس اسی (لبنانی رافضی) حزب کے پہلے امین العام "صبحی الطفیلی" نے حزب سے بہت سی توجیہات میں اختلاف کرتے ہوئے "الجزیرۃ چینل" سے اپنی ملاقات میں کہا:

> "اگر لبنانی بارڈروں پر حزب اللہ کے علاوہ کوئی اور ہوتا (یعنی فلسطینی اہل السنہ) تو وہ کسی لمحہ کے لیے اسرائیل کے ساتھ لڑائی بند نہ کرتے۔ پس اب جو کوئی وہاں جانے کا ارادہ کرتا ہے تو حزب اسے گرفتار کرکے لبنانی سکیورٹی فورسز کے حوالے کر دیتی ہے، پھر وہ مجھے الزام دیتے ہیں کہ میں اسرائیل کے خلاف دفاع نہیں کرتا!"

اسی طرح یہ خطرناک بیان جو لبنان میں حرکتِ فتح کے خفیہ نمائندے سلطان ابی العینین نے دیا اور جسے "القدس العربی" نے 5 اپریل 2004 کو شائع کیا جس کا عنوان تھا" حزب اللہ نے جنوب میں مزاحمت کے اعمال کو ختم کر دیا" اس نے کہا:

”حزب اللہ والے کہتے ہیں کہ ہم ہر مشکل میں تمہارے ساتھ ہوں گے لیکن ہم تین سال سے ایسی سخت مصیبتوں میں ہیں لیکن ہمیں سوائے کھوکھلے نعروں کے کوئی بھی مدد نہیں پہنچی۔ جبکہ پچھلے ہفتہ میں حزب اللہ نے فلسطینی بارڈروں پر مزاحمت کی چار کوششوں کو ناکارہ بنایااور فلسطینی مزاحمت کاروں کو گرفتار کرکے اعلیٰ محکموں کے حوالے کردیا“۔

ابوالعینین نے اس بات کی تاکید کرتے ہوئے کہا کہ:

”جنوب لبنان کے بعض علاقوں سے اسرائیلی فوجوں کا انخلاء اس شرط پر عمل میں آیا کہ جنوب لبنان سے شمال فلسطین کی جانب ایک بھی گولی نہیں چلائی جائے گی۔ اس معاہدے کی ایسی کڑی تطبیق کی جارہی ہے کہ صہیونی فوج کے نکلنے سے اب تک اس علاقے سے کوئی بھی مزاحمت کی کوشش نہیں ہوئی اور جتنی بھی یہاں فلسطینیوں کی طرف مزاحمت کی کوششیں کی گئی انہیں حزب اللہ نے ناکارہ بنادیااور مجاہدین کو اعلیٰ محکموں کے سپرد کردیا“۔

اس نے کہا کہ:

”فلسطینی قوم کو چاہیے کہ حزب اللہ پر کسی قسم کا اعتماد نہ کرے بلکہ اسے خود اپنے زورِ بازو پر بھروسہ کرنا ہوگا کیونکہ حزب اللہ کے اپنے اہداف وسیاسی مقاصد ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ آخری فلسطینی تک ہم سے لڑے بلکہ ہم حزب اللہ سے کہیں گے کہ اپنا واضح موقف بیان کرے!“

عراق پر چڑھائی اورامارت اسلامیہ افغانستان کا انہدام میں روافضہ کا کردار

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"پس! یہ آج امریکہ خود افغانستان و عراق کے خلاف رافضی ایران کی مدد و تعاون کا اعتراف کر رہا ہے۔(سابق) امریکی وزیر خارجہ "کونڈالیزا رائس" ایک نیوز ایجنسی سے اپنی ملاقات میں بیان دیتی ہے کہ:

" اقوامِ متحدہ نے ایران و امریکہ رابطوں کو بڑے منظم طریقے سے "جنیف" کے نام کے تحت آسان بنایا تاکہ ایسی عملی مشکلات کا حل نکالا جائے جو افغانستان میں درپیش ہیں پھر ان بحثوں کا دائرہ عراق تک وسعت اختیار کر گیا"۔

رائس نے اشارہ کیا کہ کچھ عرصہ قبل امریکی نمائندہ "زُلمے خلیل زاد" ایرانیوں کے ساتھ مذاکرات میں امریکیوں کی نمائندگی کرتا رہا ہے جیسے کہ اس سے قبل اس نے کہا تھا کہ بعض عملی مشکلات کے حل کی ضرورت ہے اور پھر اسکا دائرہ عراق تک وسیع ہونے کا اس نے ذکر کیا۔

اور خود رافضی بھی اس تعاون کا نہ صرف اعتراف کرتے ہیں بلکہ اس تعاون و مدد پر جو انہوں نے امریکیوں کو دی، فخر کرتے ہیں۔ ایرانی پارلیمنٹ اور قانون کے امور کا وزیر جو 15 جنوری 2004 میں عرب امارات میں ہونے والی کانفرنس، جو مرکز الامارات للدرسات الاستراتیجیہ میں ابوظہبی کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی، میں اعلان کرتا ہے:

"ایران نے امریکہ کی جنگ میں افغانستان اور عراق کے خلاف بہت مدد کی اور اس نے تاکید کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایرانی تعاون نہ ہوتا تو کابل و بغداد کا سقوط اتنی آسانی کے ساتھ ممکن نہ ہوتا!"

"الشرق الاوسط" نے اپنی اشاعت 9 فروری 2002 میں رئیس مجلس تحقیق مصلحہ النظام "رفسنجانی" کا بیان نقل کیا جو اس نے تہران یونیورسٹی میں اپنے ایک لیکچر میں دیا:

”ایرانی فورسز نے طالبان سے قتال کیا اور اس کے ختم کرنے میں مدد دی اور اگر ان کی فوجیں امریکیوں کی مدد نہ کرتیں تو امریکی افغانستان کے بھنور میں غرق ہو جاتے۔ پھر اس نے اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کو یہ بات اچھی طرح جاننی چاہیے کہ اگر ایران کی قومی فوج کی مدد نہ ہوتی تو امریکہ طالبان کو ہرگز نہیں ہٹا سکتا تھا“۔

رافضیوں کے اخلاقی جرائم

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ان کے اخلاقی جرائم بھی ایسے ہیں کہ ان کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ پس! یہ ان کے معاشرے جو رذائل، خیانت اور فجور کے ساتھ اٹے ہوئے ہیں اور ان کے اندر ظاہراً و باطناً فحاشی پھیل چکی ہے۔ آپ کو کوئی ایسا معاشرہ نہ ملے گا کہ وہ رذائل، فحاشی اور خباثتوں سے بھر گیا ہو مگر وہ رافضی ہوں گے۔ لیکن یہ سب کچھ ان کے رافضی دین، شریعت اور رافضی فتووں اور ”آیۃ“ کی چھتری تلے کیا جارہا ہے۔ پس یہ کیسے ہے؟

(ا) متعہ کا نکاح:

متعہ جس کو شریعتِ اسلامیہ نے اپنے ابتدائی زمانہ میں غیر مسلم عورتوں کے ساتھ مباح قرار دیا ۔ لیکن اس میں بہت سے مفاسد تھے جو کہ اس کی مصلحتوں پر غالب تھے۔ چونکہ یہ متعہ مقاصدِ نکاح کے ساتھ متصادم تھا جسے اللہ نے حلال قرار دیا ہے۔ نکاح سے زواج کا سلسلہ چلتا ہے اور اسی سے خاندان مکمل ہوتا ہے اور اسی سے اولاد کی نسل چلتی ہے اور ان کی تربیت کا اہتمام ہوتا ہے (اس لئے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متعہ کو غزوۂ خیبر کے بعد ابدی طور پر حرام ٹھہرادیا)۔ لیکن رافضی ابھی تک اس متعہ سے چمٹے ہوئے ہیں جو زناء و شر کی چابی ہے۔ وہ ایسے نہیں کہ جو محض اس کے مباح ہونے اور جواز کے قائل ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں جو متعہ نہیں کرتا اور اس نکاحِ متعہ کو حرام جانتا ہے، وہ کافر

ہے ان روایات کی بنا پر جو انہوں نے جھوٹ وبہتان کے ساتھ آئمہ اہل بیت کیساتھ منسوب کی ہیں جیسے کہ ان کی رافضی کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" میں ہے:

"روی الصدوق عن الصادق علیہ السلام قال ان المتعۃ دینی ودین آبائی فمن عمل بھا عمل بدیننا ومن انکرھا انکر دیننا واعتقد بغیر دیننا"

"ایک سچے نے جعفر صادق سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا بے شک متعہ میرا دین ہے اور میرے آباء کا دین ہے۔ پس جس نے اس پر عمل کیا اس نے ہمارے دین پر عمل کیا اور جس نے اس کا انکار کیا اس نے ہمارے دین کا انکار کیا اور ہمارے عقیدے کے علاوہ اعتقاد رکھا"۔

اس میں روافض توسیع اختیار کرتے ہیں تاکہ دودھ پلانے والی رضعیہ کو بھی اس میں داخل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس معاملے میں "خمینی" اپنی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں کہتا ہے:

"لا بأس بالتمتع بالرضعیۃ ضماً وتفخیذاً وتبقیلاً"

"دودھ پلانے والی کے ساتھ تمتع میں کوئی حرج نہیں (مثلاً) اسے ساتھ لگانے میں اور بوس وکنار کرنے میں"۔

لیکن شیعہ کے تمتع کا دائرہ تو اس سے بھی زیادہ وسعت اختیار کر گیا ہے یہاں تک کہ وہ شادی شدہ عورت کے ساتھ بھی تمتع کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ یہ ایسی بات ہے جسے تمام آسمانی شریعتیں حرام قرار دیتی ہیں بلکہ کوئی کافر عقل مند بھی اس کی حمایت نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ رافضی اسے جائز قرار دیتے ہیں اور ایک پاک دامن منکوحہ عورت کے ساتھ تمتع کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ وہ اپنے شوہر کی اجازت، علم اور اس کی رضامندی کے بغیر ہی ایسا کر رہی ہو۔ یہ بات بھی علم میں لائی جانی چاہیے کہ بعض شیعہ فقہاء

بھی نکاحِ متعہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ جیسے کہ (رافضی کتب) ''وسائل الشیعہ، التھذیب اور الاستبصار'' میں ہے:

''قال امیر المومنین صلوات اللہ علیہ: حرم رسول اللہ یوم خیبر لحوم الحمر الاھلیہ ونکاح المتعۃ''

''امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ انے خیبر کے دن پالتو جنگلی گدھوں کا گوشت اور نکاحِ متعہ کو حرام قرار دے دیا''۔

(رافضیوں کا اس متعہ کے ساتھ چمٹے رہنے سے) اس کے نتائج نسب کا اختلاط کی صورت میں سامنے آئے۔ یہی وجہ تھی کہ جس کی وجہ سے اللہ نے زنا کو بھی حرام ٹھہرایا۔ مگر یہ بربادی سب کچھ دوسروں کی بیویوں کے ساتھ تمتع کا نتیجہ تھی۔ جب (رافضی عورتیں) اپنے خاوند کے علم کے بغیر حاملہ ہونے لگیں اور نہ جانتی تھی کہ یہ بچہ کس سے ہے؟ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں محارم کے ساتھ اس نکاحِ متعہ کی کثرت ہو گئی۔ مردوں کے کثرتِ متعہ کے سبب وہ جب محارم کیساتھ نکاح کرنے لگے تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ وہ لڑکی جس کے ساتھ اس نے متعہ کیا، وہ اس کی سابقہ متعہ کی ہوئی عورت سے اپنی بیٹی ہوتی یا اس کے بیٹے کی بعد میں ہونے والی بیوی ہوتی یا اس کے والد کی بیوی ہوتی! (العیاذ باللہ)

(۲) شرمگاہوں کا عاریۃً دینا

کوئی کیا جانے شرمگاہوں کا عاریۃً دینا کیا ہے؟ اگرچہ حکمِ شرعی کے اعتبار سے اصل زنا ہے لیکن اس کے وقوع ہونے کا طریقہ انتہائی قبیح ترین افعال میں سے ہے جبکہ بعض زانی اپنی غلطی پر نادم ہوتے ہیں اس گناہ کے سبب جس کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔ شرمگاہوں کا عاریۃ دینا یہ ہے کہ جب رافضی سفر کا ارداہ کرے تو وہ اپنی بیوی اپنے دوست، پڑوسی یا رشتہ دار یا جس کے پاس چاہتا ہے چھوڑ جاتا ہے اور وہ اس کے واپس لوٹنے تک اس کے پاس رہتی ہے اور اس کے لیے وہ مباح کر دیتا ہے کہ جیسے چاہے اسے

رکھے تاکہ وہ اپنی بیوی کے بارے میں اس اطمینان میں رہے کہ وہ زنا نہیں کرے گی۔ رافضی طوسی "الاستبصار" میں محمد سے اور وہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہتا میں نے ان سے کہا:

"الرجل یحل لاخیه فرج جاریته قال نعم لا باس له ما احل منها"

"کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے اپنی بیوی حلال کر دیتا ہے۔ انہوں کہا ہاں! اس میں کوئی حرج نہیں جو اس نے حلال ٹھہرا دیا"۔

(۳) عورتوں سے دبر کے رستے مجامعت کرنا

یہ بات جب کسی عاقل سے مخفی نہیں کہ اس فعل سے کس قدر جسمانی ضرر واقع ہوتے ہیں اور معاشرے میں کیسی برائیاں پھیلتی ہیں جب انسان فطرتی راہ کو چھوڑ دے (والعیاذ باللہ)۔ جبکہ اس کی نہی میں صریح و صحیح احادیث وارد ہیں جن میں عورتوں سے ان کے دبر میں وطی کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے اور اس فعل کو حرام ٹھہرایا گیا ہے

لیکن رافضی، رَفَضَهُمُ اللهُ، اس کو حلال قرار دیتے ہیں اور ایسی جھوٹی روایات اور ان کی نسبت ائمہ اہلِ بیت کی طرف کرتے ہیں جیسے کہ وہ اس کے علاوہ قرآن کی آیات کی باطل تاویلات کرتے ہیں ۔

ان کے ہاں ایسی روایات "الاستبصار" میں ہیں، جسے الطوسی، عبد اللہ بن ابی الیعفور سے روایت کرتا ہے کہ:

" میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا ایسے مرد کے بارے میں جو اپنی عورت کے پیچھے سے آتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں جبکہ وہ راضی ہو"۔

میں (الزرقاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے ان لوگوں کے حالات پر بہت غور و تدبر کیا کہ کس بات نے انہیں اس فساد تک پہنچا دیا؟ وہ ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ساتھ عفت و طہارت کی بات کرتے ہیں! جبکہ وہ ایسے قبائل ہیں جو اہلِ اسلام کے درمیان رہتے ہیں اور بڑے شان و شوکت والے لباس پہنتے ہیں لیکن وہ فساد و خرابی کی ایسی حد تک جا پہنچے ہیں جہاں اس سے پہلے کوئی امت نہ پہنچی تھی۔ اگر آج ہم یورپ و امریکہ وغیرہ کی طرف نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ رافضی ان سے کہیں آگے نکل چکے ہیں! بلکہ آج ہم دیکھتے ہیں وہ قوانین جن کے تحت یورپ والے حکومت کرتے ہیں وہ خود ایسے افعال کا انکار بہت کرتے ہیں چاہے ان کی قومیں اس فعل کو کرتی رہیں۔ مثلاً محرمات سے نکاح ان کے قوانین میں حرام ہے، اسی طرح ازدواجی خیانت بھی ممنوع ہے، سوائے ان جنسی شہوتوں کے جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔ پس یہ سب کچھ وہ دین کے نام پر نہیں بلکہ شہوت کے نام پر کرتے ہیں۔

لیکن یہ رافضی ملعون ان کے ہاں ہر چیز دین کے نام پر مباح ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ ایک وقت میں ایک گھر میں کتنے بیٹے ہوتے ہیں اور وہ سب کے سب مختلف باپوں سے ہوتے ہیں اس متعہ کے نتیجہ میں جسے انہوں نے دین کے نام پر مباح قرار دیا۔ اس لیے یہ بات اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ اس طائفہ میں "صلہ رحمی" کا قطع کیا جانا بہت عام ہے بلکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ آپس میں پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ان کے انساب کے پانی مختلط ہو گئے.........! پس کیا تھا اور کیا ہو گا ایسی امتوں کا اخلاقی فساد.........!

اللہ جانتا ہے، میں (الزرقاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے ان لوگوں کے احوال کے بارے میں بہت تدبر کیا کہ کس بات نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا تو مجھ پر یہ واضح ہوا کہ جس بات نے انہیں یہاں لا کھڑا کیا کہ وہ ہے ان کے اعمال کے مثل ہی ان کی جزا.........! پس جب ان لوگوں نے زمین کے اوپر سب سے اعلیٰ ترین گھر کے بارے میں زبانِ طعن دراز کی.........اور وہ گھر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر.........! جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر جرأت کا مظاہرہ کیا.........!

{اللہ جانتا ہے اس بات کا ترجمہ کرتے ہوئے مجھے بہت خوف لاحق ہوا اور ایمان گوارا نہیں کرتا کہ ایسی بے ہودہ بات کو نقل کروں اور وہ بھی اس ذات مبارکہ کے بارے میں جس کی محبت کے وجود سے میرے خون کی گردش باقی ہے۔ لیکن میں اس لیے نقل کر رہا ہوں تاکہ ان ملعونوں کا حسد و کینہ سب کی آنکھوں پر عیاں ہو جائے اور وہ کسی فیصلہ پر پہنچ جائیں۔ مترجم}

جیسے کہ سید حسین الموسوی نے "علی الغروی" سے نقل کیا جو "الحوزہ" کے کبار رافضی علماء میں سے ہے وہ کہتا ہے:

"ان النبی الا بد ان یدخل فرجه النار لانه وطئی بعض المشرکات"

"نبی کی شرمگاہ میں آگ (نعوذ باللہ) ضرور داخل ہو گی کیونکہ آپ نے بعض مشرکہ عورتوں سے نکاح کیا۔"

اس سے یہ ملعون، سیدہ کائنات طاہرہ مطہرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ اور ام المومنین حفصہ بنت عمر بن الخطاب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح مراد لیتے ہیں۔

لیکن جب انہوں نے ایسا فعل کیا تو اللہ نے ان (رافضیوں) کی عزتوں کو پھاڑ کر رکھ دیا، پس کوئی امت ایسی نہیں کہ جس کی عزتوں کو اس طرح تاراج کیا گیا سوائے "روافض" کے۔ اسی لیے اے دیکھنے والے! تو دیکھے گا کہ رافضی کے نزدیک اپنی عزت کی کوئی قدر و قیمت نہیں چاہے وہ ظاہری طور پر اس کے کتنا ہی برعکس عمل کرے"۔

رافضہ کے نزدیک مسلمانوں کا مال و جان مباح ہے

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"(رافضیوں کے) القفاری کی کتاب "اصول المذهب الشیعه الامامیه" ایسا ہی کلام موجود ہے:

"کہ کسی رافضی کے لیے کوئی بھی امانت کا ذمہ نہیں اس شخص پر جو اس کے خلاف مذہب کا پیروکار ہو (یعنی اہل السنۃ میں سے ہو) اور رافضیت کے علاوہ کسی اور دین کو اپنائے۔ بلکہ اس کے لیے ایسے شخص کا مال اور خون حلال ہے، جب بھی ایسا کرنے کی اسے ادنیٰ سی فرصت مل جائے، کیونکہ اس (سنی) کی حیثیت اس کے نزدیک مباح الدم اور مباح المال کی ہے اور جو کچھ وہ اپنی محبت ان کے لیے ظاہر کرتا ہے تو وہ "تقیہ" سے ہے (یہ رافضیوں کا وہ قبیح ہتھیار ہے جس کی بنیاد پر وہ عام مسلمانوں کے سامنے اپنے عقائد چھپاتے ہیں) جو کسی بھی فرصت میں زائل ہو سکتی ہے"۔

(روافض کی) دو کتابوں "وسائل الشیعہ" اور "بحار الانوار" میں داؤد بن فرقد سے روایت ہے:

"قلت لابي عبد الله عليه السلام ما تقول فی قتل الناصب ؟ فقال حلال الدم ولكن اتقی عليك فان قدرت ان تقلب عليه الحائط او تغرقه فی ماء لکی لا يشهد عليك فافعل"

" میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ ناصبی (سنی) کو قتل کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا اس کا خون حلال ہے لیکن مجھے تجھ پر ڈر ہے اس لیے اگر تیرے لیے ممکن ہو تو اس سنی پر کوئی دیوار گرا دے یا اسطرح پانی میں اسے غرق کر دے کہ کوئی تجھے دیکھ نہ لے اور تو ایسا ہی کر"۔

اس پر ان کے امام "خمینی" تعلیق لگاتے ہوئے کہتا ہے:

"پس اگر تجھے استطاعت ہو کہ تو اس کا مال بھی لوٹ لے تو اس کا خمس یعنی پانچواں حصہ ہمیں بھیج دے"۔

کتاب" للہ ثم للتاریخ" کا مصنف "سید حسین الموسوی" کہتا ہے:

" جب ایران میں آلِ پہلوی کی حکومت ختم ہوئی اور اس کے فوراً بعد امام خمینی کا انقلاب آیا اور زمامِ اقتدار امام خمینی کے حوالے کر دی گئی ۔ تو شیعہ علماء کو اس کی زیارت اور اس کی مبارکباد واجب قرار دے دی گئی اس فتح پر اور اس جدید دور میں دنیا کی پہلی شیعہ حکومت کے قیام پر جس پر فقہاء حکومت کرتے ہیں۔ مبارک و زیارت کا یہ عمل مجھ پر بھی بہت زیادہ واجب تھا کیونکہ میرا امام خمینی کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ تو میں نے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد ایران کی زیارت کی، بلکہ زیادہ مرتبہ کی۔ جب امام تہران میں داخل ہوا اور اس سے قبل وہ پیرس میں جلاوطنی کی زندگی گذار رہا تھا تو اس نے مجھے بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔ میری یہ ملاقات عراق کے باقی علماء سے علیحدہ اکیلے میں تھی۔ جب ان کے ساتھ ایک خاص مجلس ہوئی تو مجھے کہنے لگا وقت آگیا کہ ہم ائمہ صلوات اللہ علیہم کی وصیتوں پر عمل پیرا ہو جائیں۔ ہم ناصبیوں (سنیوں) کا خون بہائیں گے، ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیں گے اور کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے جو ہماری پکڑ سے بچ پائے گا اور ان کے اموال شیعہ اہلِ بیت کے لیے خاص ہوں گے۔ ہم زمین کے صفحہ پر سے "مدینہ" اور "مکہ" کو مٹا دیں گے کیونکہ یہ دو شہر وہابیوں کی پناہ گاہیں بن گئے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ کی مقدس زمین "کربلا" کو لوگوں کا "قبلہ" بنا دیا جائے۔ اس طرح ہم اپنے ائمہ علیہم السلام کے خوابوں کی تکمیل کریں گے۔ ہماری حکومت قائم ہوگئی ہے جس کے لیے ہم نے طویل جہد کی ہے اور اب صرف اس کی تنفیذ باقی ہے"۔

اہل السنۃ کی مقتل گاہ "عراق"

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ (رافضی آج عراق میں) اہل السنۃ کے گھروں پر دھاوے بولتے ہیں، اس بہانے کے ساتھ کہ وہ مجاہدین کی تلاش کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر انہیں مجاہدین نہ بھی ملیں تو وہ وہاں مردوں کو قتل کر دیتے ہیں اور عورتوں کو قید کر لیتے ہیں اور ان کی عزتوں کو حلال کر لیتے ہیں اور ان سنی گھروں سے جو کچھ لوٹ سکتے ہیں، لوٹ لیتے ہیں۔ پس ان رافضی ملیشیاؤں نے وہاں بہت سے جرائم وفساد کا ارتکاب کیا ہے کبھی انفرادی، کبھی امریکیوں کی مدد کے ساتھ اور کبھی امریکیوں کے ابھارنے پر۔ پچھلے چند سال میں ہونے والے واقعات اس بات پر کافی گواہ ہیں۔

سینکڑوں کی تعداد میں ڈاکٹرز، انجینئرز، پروفیسر اور اعلیٰ ڈگریوں کے حامل افراد کو قتل کر دیا گیا۔ جبکہ وہ لوگ جن میں مساجد کے خطباء و علماء اور عامۃ الناس شامل ہیں ان کا تو ذکر ہی نہ کریں۔ وہ افراد جیلوں میں پڑے ہیں جو "دیوان الوقف السنی" سے تعلق رکھتے تھے۔ کتنے ہی مدارس، مساجد ہیں جنہیں ڈھا دیا گیا ہے۔ سینکڑوں مساجد و مدارس ہیں جنہیں ڈھایا گیا اور شدید نقصان پہنچایا گیا۔ بہت سی مساجد کو "حسینیات" اور تعذیب کے مراکز میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ایسا کام وسطی اور جنوبی علاقوں میں بہت کیا گیا ہے۔ لیکن ان کی سرکشی مردوں تک نہیں رکی بلکہ عورتوں کو قید کرنے اور انہیں غصب کرنے کے قبیح افعال کیے گئے۔ حاملہ عورتیں قتل کر دی گئی، دودھ پیتے بچے قتل کیے گئے......... لیکن مسلمانوں کی طرف سے کوئی مدد نہ پہنچی سوائے اس کے کہ جس پر اللہ نے رحم کیا ہو.........انا للہ وانا الیہ راجعون۔"۔

اہل السنۃ اور رافضیوں کی قربت کے تباہ کن اثرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین))[1]

[1] صحیح البخاری ومسلم۔

" مومن ایک سوارخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا"۔

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" رافضیوں کے اس طرح قریب ہونے سے ہمارے اوپر بہت سے اضرار اور نتائج مرتب ہوئے۔ ان کی اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے لیے خیانتیں ہمارے اوپر ظاہر ہو گئیں۔ انہوں نے کافروں سے دوستیاں لگائیں، ملکوں میں سرکشیاں کیں اور اس میں بہت فساد برپا کر دیا۔ ان کی کفار سے دوستی نے ان کا دین سے خروج واجب کر دیا اور انہیں رب العالمین کے امر سے باہر لا کھڑا کیا۔ جبکہ ان کا امہات المومنین کے بارے میں طعن و فساد ہی کیا کافی نہ تھا ان کے کافر ہونے میں اور وہ بھی ایک ایسی ہستی کے لیے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ عزیز میں قطعی طور پر بری قرار دیا۔

پس یہ باتیں جو میں (الزرقاوی رحمۃ اللہ علیہ) نے اوپر کی ہیں، میں تنبیہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ جب بھی مسلمانوں کا یہودیوں اور صلیبیوں کے ساتھ سامنا ہوا، ہر اس جنگ میں جو تاریخ میں گذری اور ہمارے موجودہ دور کی جنگوں تک......... ہم دیکھتے ہیں کہ یہ رافضی ہمیشہ کفر کے کیمپ میں نظر آئے اور ان کی عسکری و معلوماتی میدان میں تمام ممکن وسائل کے ساتھ مدد کرتے ہوئے نظر آئے۔ وہ موت کو اس بات پر ترجیح دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو کفر کے خلاف غلبہ ملے یا یہ کہ ان کو کہیں اختیار حاصل ہو۔

ان باتوں کے باعث میں (الزرقاوی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اہل السنۃ اور رافضیوں کے درمیان ادنیٰ سا فکری تقارب بھی ممکن نہیں۔ ہم نے تاریخ میں اس قربت کا نتیجہ دیکھ لیا ہے جب عباسی خلفاء نے ان رافضیوں کو اپنے قریب کیا اور انہیں وزارتوں کے عہدے دیے اور انہیں قائد بنایا۔ جیسے کہ ابن العلقمی اور نصیر الدین الطوسی جو کہ عباسی خلیفہ مامون کے سسرالی رشتہ دار تھے جن کا مامون کی ماں مراجل کے تذکرہ میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ جب بھی ایسی قربت کی راہیں کھلیں ان کا نتیجہ امت کے لیے ہلاکت کے سوا کچھ نہیں نکلا۔ یہ قربت اسلامی مملکت کے انہدام کا باعث بنی اور اس کی تباہی پر چھوٹی چھوٹی رافضی ریاستیں وجود میں آ گئیں۔ اسی طرح اس قربت کے باعث عقائد میں فساد پیدا ہوا جب ان کے

ذریعے لوگوں میں بدعات کو رواج دیا گیا اور مسلمانوں میں شکوک و شبہات پھیلائے گئے۔ یہاں تک کہ عقائد ٹیڑھے ہو گئے اور ان میں بہت زیادہ انحراف واقع ہو گیا۔ جیسے کہ خلقِ قرآن کا فتنہ اور اس جیسے دوسرے افکار جسے عباسی خلفاء نے اپنی ''فارسی ماؤں'' سے حاصل کیا۔

بہت سے ایسے علماء بھی ہیں جو کہ ماضی قریب میں جہالت کے سبب رافضیوں کے ساتھ قربت کی دعوت دیا کرتے تھے لیکن جب حق ان پر واضح ہوا تو وہ واپس لوٹے اور اپنے وعظ و تذکیر میں ان لوگوں کو اس قربت سے تنبیہ کرنے لگے جو اس قربت کے ابھی تک روادار ہیں۔

اس کے بعد میں (الزرقاوی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ شیعہ اور سنیوں کے درمیان قربت کی دعوت دینے والا، دو آدمیوں میں سے ایک ہے۔ ایک وہ آدمی جس نے حق کو پہچاننے کے بعد امت کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کیا اور دین کو تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالا، دوسرا وہ شخص جو ان لوگوں کے احوال سے جاہل ہے لیکن وہ ایسا جاہل ہے جو علم رکھتا ہے''۔

اے اہل السنۃ اور رافضیت کے درمیان تقرب کی راہیں نکالنے والو!

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اے اہل السنۃ اور رافضیت کے درمیان تقرب کی راہیں نکالنے والو.........! تم کیسے اس بات کی دعوت دیتے ہو حالانکہ وہ واضح شرک پر ہیں اور کفرِ بواح پر ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں طعن کرتے ہیں اور ان صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت فرماتے وقت راضی تھے اور وہ آپ سے راضی تھے۔ اللہ کی قسم! اگر ان میں کسی کی عزت کے بارے میں اور اس کی بیوی کے بارے میں طعن کیا جائے تو ساری دنیا اس کے لیے کھڑی ہو جاتی لیکن ایسے شخص کو یہ کیوں گوارا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارے میں اپنی خبیث زبانِ طعن دراز کر رہے ہیں۔

اے اللہ! میں (الزرقاوی رحمۃ اللہ علیہ) گواہی دیتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہمیں اپنی عزت سے زیادہ پیاری ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر کا ایک بال مجھے اپنے نفس اور اپنے اہل وعیال سے اور ساری انسانیت سے زیادہ محبوب ہے"۔

شیخ مصعب الزرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اے اہل سنت جاگ جاؤ........! اٹھ کھڑے ہو اور تیار ہو جاؤ........! آستینوں کے اس رافضی سانپ کو نکالنے کے لیے جو تمہیں ڈنک مار رہا ہے اور تمہیں عراق پر قبضے کے دن سے آج تک دردناک عذاب دے رہا ہے۔ چھوڑ دو یہ جھوٹے نعرے کہ "گروہ بندی چھوڑو" اور "وحدتِ وطن" .... یہ ایسے نعرے ہیں جو آج تمہیں زیر کرنے اور تمہیں بزدلی پر آمادہ کرنے کے لیے بہانہ بنالیے گئے ہیں۔ جبکہ تم ہی ان لوگوں کا شکار بنتے ہو جو سب سے پہلے ان لوگوں میں شامل ہوئے جنہوں نے قابض فوج کی مدد کی اور ملک کے اموال لوٹنے اور اس کی املاک کو تباہ کرنے کی سعی کی۔

یہ (رافضی) اس پر ہی نہیں رکے بلکہ انہوں نے اپنے زہریلے منصوبوں کو جاری رکھا اور (عراقی) نیشنل گارڈ اور پولیس کے یونیفارم پہنے پھر چڑھ آئے اور انہوں نے پھر کتنے ہی جرائم کا ارتکاب کیا، تمہاری صفوں میں فتنہ برپا کیا، مرد قتل کیے، عورتوں کی عصمت دریاں کی، کبھی غاصب قوت کی مدد سے اور کبھی اپنے سرکاری عہدوں کے بل بوتے پر، یہ سارے مناصب جنہیں انہوں نے ڈھال بنالیا ہے جس کے ذریعے وہ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کرتے ہیں، تمہارے بیٹوں کو قتل اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے ہیں۔

جس بات سے ہمیں مزید ان کے گہرے حسد وکینہ کی دلیل ملتی ہے، وہ یہ ہے کہ مقتدیٰ الصدر ملعون (مہدی ملیشیا عراق) نے کوفہ میں صلیبیوں کے داخلے کے بعد اپنے لشکر کی تشکیل دیتے ہوئے خطبہ کے دوران کہا" یہ جیش ان لوگوں کو سزا دینے کے لیے بنایا گیا ہے جنہوں نے امیر المومنین علی

رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کنارہ کیا تھا" چنانچہ اے میرے مجاہد بھائیو!اس کلام پر غور کرو جو اس کے منہ سے نکالا ہے قبل اس کے ہمارے اور ان کے درمیان ناطہ ختم ہو۔

اس کے بعد آج خبر آئی ہے جس سے ہر عقل مند کے لیے ان (روافض) کی برائی ظاہر ہوگئی ہے۔ ہر سننے والے اور دیکھنے والے کے لیے ان کی حقیقت واضح ہوگئی، جس میں شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، کیونکہ یہ حسد وکینہ سے بھرے ہوئے لوگ کسی مومن کے معاملے کسی عہد ومیثاق کے پابند نہیں ۔جو ان کے دلوں میں چھپا ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔جب انہوں نے بغاوت وشقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے (مساجد میں) بوڑھوں، معصوم لوگوں اور عامۃ الناس کو قتل کیا۔

یہ سب کچھ ایک ایسی کارروائی میں کیا گیا جس کی منصوبہ بندی پچھلی راتوں میں کی گئی اور قلیل وقت میں دوسو کے قریب مساجد پر حملہ کیا گیا ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بزدلانہ عمل پہلے سے طے شدہ تھا اور باقاعدہ پروگرام کے تحت کیا گیا تھا۔

لیکن وہ کسی حد پر نہ رکے بلکہ انہوں نے ایسے افعال کیے جس سے تاریخ بھی شرما گئی ہے کہ انہوں نے ایسے کفریہ اعمال کیے ہیں اور ان کے ارتکاب کے ساتھ وہ اصلی کافروں سے بھی کئی ہاتھ آگے نکل گئے ہیں۔جب انہوں قرآنی مصحف پھاڑے اور اللہ کے گھروں میں اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ انہوں نے ثابت کردیا کہ وہی اللہ کے اصل اور حقیقی دشمن ہیں .... قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ.........اللہ انہیں قتل کرے یہ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں۔

ہم اسے کہتے ہیں کہ تم (مقتدی الصدر) نے حدود کو پھلانگ دیا ہے اور اہل السنۃ کی عزتوں پر حملہ کیا ہے۔پھر تم نے اس کے بعد بہتان باندھتے ہوئے، جھوٹ بولتے ہوئے اور، حقیقت کو چھپاتے ہوئے بیان دیا کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے اپنے پیرکاروں کو حکم دیا تھا کہ اہل السنۃ کی مساجد کی حفاظت کریں(حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے)۔ چنانچہ ہم نے تمہارے ساتھ لڑائی کے میدان میں داخل ہونا قبول کرلیا ہے اور تمہارے چیلوں چانٹوں کے خلاف لڑائی کا ارادہ باندھ لیا ہے۔

لیکن دو شرطوں کے ساتھ جس پر تمہیں بھی ضرور عمل کرنا ہو گا۔

☆ پہلی شرط یہ کہ تم اور تمہارے چیلے مردوں کی طرح میدان میں اتر آؤ اور اپنا وہ اسلحہ جو تم نے صلیبیوں کو بیچ دیا ہے، وہ بھی لے آؤ، جب کہ اس حالت میں کہ تم ذلیل تھے جبکہ اس نے تم سے اپنی شروط بھی منوائیں اور تمہارے گھر میں تمہیں ذلیل کیا اور اس کے فوجیوں کے لشکر نے تمہارے مزعومہ حیدری صحن کو پامال کیا۔

☆ دوسری شرط تمہارے جیش سے ہمارے ساتھ لڑائی کے لیے صرف وہ نکلے جس کو اپنے" اصلی باپ" کا پتہ ہو۔

واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون. والحمد للہ رب العلمین

شیخ مصعب الزرقاوی (شہید رحمۃ اللہ علیہ)

جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ ہجری

(آخر کلام)

امام عامر الشعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں تمہیں گمراہ اور خواہش پرستوں سے ڈراتا ہوں اور ان میں شریر ترین "رافضہ" ہیں۔ یہ لوگ اسلام میں کسی رغبت وخوف کی بنا پر داخل نہیں ہوئے بلکہ یہ اسلام میں بغض وعداوت کے لیے داخل ہوئے۔ انہیں علیt نے آگ میں جلایا اور انہیں ملک بدر کیا۔ نکالے جانے والوں میں سے ایک عبد اللہ بن سبا یہودی تھا۔ یہ یمن کے شہر صنعاء کے یہودیوں میں سے تھا۔ اسے ساباط کی طرف ملک بدر کیا گیا۔ یہودی کہتے تھے کہ حکومت صرف آلِ داؤد کے لیے ہے جبکہ رافضی کہتے ہیں کہ امامت صرف اولادِ علیt کے لیے ہے۔ یہودی کہتے ہیں کہ جہاد فی سبیل اللہ جائز نہیں جب تک کہ دجال کا خروج نہ ہو جائے اور آسمان سے ایک تلوار نازل نہ ہو جائے اور رافضی کہتے ہیں جہاد اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ مہدی ظاہر نہ ہو اور ایک منادی آسمان سے ندا نہ دے۔ یہودی نماز کو ستاروں کے آپس میں گڈ مڈ ہو جانے تک مئوخر کر دیتے تھے اسی طرح رافضی بھی مغرب کو اسی وقت تک اٹھا رکھتے ہیں۔ یہودی قبلہ سے ہٹ کے کھڑے ہوتے ہیں اور رافضہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی نماز کے دوران ندا دیتے ہیں اور رافضہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی نماز میں اپنے کپڑے لٹکا لیتے ہیں اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں یہودی اپنی عورتوں کی عدت شمار نہیں کرتے اور رافضہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودیوں نے تورات کی تحریف کی اسی طرح رافضیوں نے قرآن میں تحریف کی کوشش کی (لیکن وہ اللہ کے فضل سے محفوظ ہے)۔

یہودی کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کی اور رافضہ بھی یہی کہتے ہیں۔ یہودی مومنوں پر سلام نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں السَّام علیکم اور سام کا معنیٰ موت ہے اور رافضہ کا بھی یہی وطیرہ ہے۔ یہودی، الجری، مرماہی اور خرگوش نہیں کھاتے اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہودی موزوں پر مسح کے قائل نہیں اور رافضی بھی ایسا ہی موقف رکھتے ہیں۔ یہودی لوگوں کے تمام

اموال کو کھانا جائز سمجھتے ہیں اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اللہ نے ان کے بارے میں ہمیں قرآن میں یہ خبر دی کہ انہوں نے کہا﴿لیس علینا فی الامیین سبیل﴾ان پڑھوں پر ہمیں کوئی راہ نہیں(آل عمران:۷۵)اسی طرح رافضہ کہتے ہیں۔ یہود نماز میں قرون پر سجدہ کرتے ہیں اسی طرح رافضہ بھی کرتے ہیں۔ یہودی نماز میں سجدہ نہیں کرتے یہاں تک کہ رکوع کی مانند متعدد بار جھک نہ لیں اسی طرح رافضہ بھی کرتے ہیں۔ یہودی جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتوں میں وہ ہمارا دشمن ہے اسی طرح رافضہ بھی کہتے ہیں کہ جبریل غلطی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے گئے۔

اسی طرح رافضیوں نے عیسائیوں کے ساتھ بھی اتفاق کیا کہ عیسائی اپنی عورتوں کا مہر مقرر نہیں کرتے تھے اور کہتے کہ وہ محض ان کے ساتھ تمتع کرتے ہیں اسی طرح رافضی بھی متعہ کے ساتھ نکاح کرتے ہیں اور متعہ کو حلال جانتے ہیں۔ لیکن یہودیوں اور عیسائیوں پر رافضیوں کو دو ہاتھ زیادہ قباحت ملی دو خصلتوں کی بنا پر۔ یہود سے سوال کیا گیا کہ تمہاری ملت کے اہل خیر کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے اصحابِ موسیٰ علیہ السلام اور عیسائیوں سے سوال کیا کہ تمہاری ملت کے اہل خیر کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اور رافضیوں سے سوال کیا گیا کہ تمہاری ملت کے شریر ترین لوگ کون ہیں؟ تو وہ کہنے لگے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا تو انہوں نے انہیں گالیاں دیں۔ پس ان کے لیے تلوار قیامت تک کام کرتی رہے۔ ان کا کوئی علَم قائم نہ ہو......... ان کے قدموں کو ثبات نہیں......... اور ان کا کلمہ مجتمع نہیں......... اور ان کی دعا مستجاب نہیں......... ان کی دعوت مسترد ہے......... ان کی ہوا اُکھڑی ہوئی ہے......... ان کی جمعیت منتشر ہے.........﴿کلما اوقدوا ناراً للحرب اطفأہا اللہ﴾ وہ جب بھی جنگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے“۔

(منہاج السنۃ النبویۃ لابن تیمیۃ رحمہ اللہ، فصل؛ مشابہۃ الرافضہ للیھود والنصاریٰ من وجوہ کثیرہ۔ السنۃ للخلال، ج:۳، ص:۴۹۸)